انگریزی تعلیم و تہذیب

کے خلاف

مفکرین شعرائے اسلام کا منظوم کلام

باضافہ

ترتیب

محمد سعد الدین چشتی قادری رضوی مدظلہ

مکتبہ افکار اہلسنت

سونے والو! جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے۔

اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی

اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی

سُونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے سونے والو! جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

===========

آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں تیری گٹھری تاکی ہے اور تو نے نیند کالی ہے

===========

یہ جو تجھ کو بلاتا ہے یہ ٹھگ ہے مار ہی رکھے گا ہائے مسافر دم میں نہ آنا مست کیسی متوالی ہے

===========

سونا پاس ہے، سُونا بَن ہے، سونا زہر ہے اُٹھ پیارے تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مَت ہی نرالی ہے

===========

آنکھیں ملنا، جھنجلا پڑتا، لاکھوں جمائی انگڑائی نام پر اُٹھنے کے لڑتا ہے اُٹھنا بھی کوئی گالی ہے

===========

پاؤں اُٹھا اور ٹھوکر کھائی، کچھ سنبھالا پھر اوندھے منہ مینہ نے پھسلن کردی ہے اور دُھر تک کھائی نالی ہے

===========

دنیا کو تُو کیا جانے یہ بِس کی گانٹھ ہے حرافہ صورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے

===========

شہد دکھائے، زہر پلائے، قاتل ڈائن، شوہر کُش اس مردار پہ کیا للچایا دُنیا دیکھی بھالی ہے

===========

ارے یہ بھیڑیوں کا بَن ہے اور شام آ گئی سر پر کہاں سویا مسافر ہائے کتنا لا اُبالی ہے

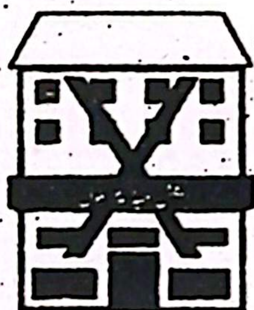
===========

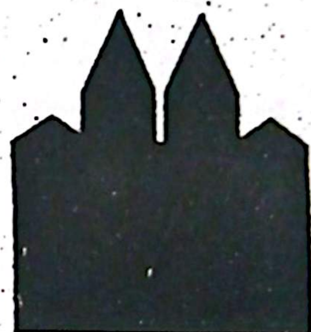
اندھرا گھر اکیلی جان دم گھٹتا دل اکتاتا خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنی والی ہے

==========

مرد و عورت کے لیے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں رائج
موجودہ تعلیم کے ترک میں تاخیر و تدبیر بھی "گناہ کبیرہ" ہے
والدین و اساتذہ کی "رضامندی" کی بھی حاجت و فرصت نہیں

انگریزی تعلیم و تہذیب

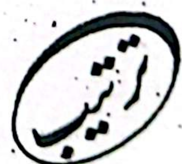




کے خلاف



مفکرین شعرائے اسلام کا منظوم کلام



محمد سعد الدین چشتی قادری رضوی مدظلہ

من وجد اسم اللّٰه تعالى مكتوباً في ورقة موضوعا في قذر و تركه فقد كفر

(حاشية الصاوی علی تفسیر الجلالین)

ترجمہ: "جس نے کاغذ پر لکھا ہوا اللہ تعالیٰ کا نام گندگی پر پڑا ہوا پایا اور اُس کو چھوڑ دیا یعنی نہ اُٹھایا تو یقیناً اُس نے کفر کیا۔"

نام کتاب: انگریزی تعلیم وتہذیب کے خلاف مفکرین شعرائے اسلام کا منظوم کلام

مرتّب: محمد سعد الدین چشتی قادری رضوی مدّ ظلہ

ناشر: مکتبہ افکار اہلسنت

فہرست

ابو الاثر

حفیظ جالندھری

اور

موجودہ نظامِ تعلیم و تہذیب

درسِ قرآن اگر ہم نے نہ بُھلایا ہوتا
یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا
چاٹ ڈالیں تم نے کتب فلسفہ انگلش کی
ہاتھ بھولے سے بھی قرآن کو لگایا ہوتا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرا نذرانہ شاہنامۂ اسلام اوّلین جلد ۱۹۲۸ء ملت نے تحسین کے ساتھ قبول فرمایا۔ میرا حوصلہ ایسا بڑھایا کہ میں نے انگریزی شیطنت کے خلاف علانیہ قلم اُٹھایا۔ اس بیم براعظم میں جو ذلّت ملّتِ اسلامیہ پر وارد کی گئی تھی، میں نے یہ سازش اسکولی تعلیم میں کارانداز پائی۔ دوسری جلد کے آغاز میں در پیرایہ سرگزشت مصنف نے مسجد سے ہندی مسلمانوں کو اسکول کی طرف محض روٹی کی غلامی کے لیے اُٹھالے جانے کے نتائج نظم میں ہی بیاں عرض کر دیئے۔

☆......☆......☆

خُدارا......

اب پاکستان کی اسکولی تعلیم اور معاشرے کی موجودہ حالت اگر مقصودِ اسلام کے خلاف نظر آئے تو اِس نظم کو خود بھی بغور پڑھیئے۔ دوسروں کو سُنایئے۔ ہو سکے تو اخبارات وصحائف میں شائع فرمایئے۔

ع شاید کہ ہمیں بَیضہ پرو بال برآرد

☆......☆......☆

شاہنامۂ اسلام کی چار جلدیں شائع ہو چکیں ہیں۔ پانچویں مکمل نہ ہو سکی۔ کیوں نہ ہو سکی۔ مجھ سے نہ پُوچھیئے۔ مصنّف کو ''حلال'' سمجھ کر کھا جانے والے اُن تاجرانِ کتب سے دریافت کیجئے۔ جو لاکھوں کی تعداد میں چوری چھاپ کر نفع کماتے اور مصنف کو اکلِ حلال سے محروم فرما کر اپنی ماں بہنوں، بیٹیوں کے

سینوں میں حرام اُتار کر دَندنا رہے ہیں۔

☆......☆......☆

۱۹۶۰ء میں دماغ کی رگیں پھٹیں ۔ اس کے بعد سے مسلسل عوارض کا شکار ہوں۔ حرکتِ قلب کا جواب دے جانا۔ پلوریسی۔ نیمونیا وغیرہ نے ہسپتال پہنچایا۔ راولپنڈی سے اسٹریچر پر اپنے پرانے کاشانے میں آیا۔ بسترِ علالت پر ہوں۔ شاہنامۂ اسلام کی دوسری تیسری جلدیں نایاب ہیں۔ میرے بھتیجے علاء الدین مظہرؔ نے میری مدد کا تہیہ کیا ہے۔ کتابت اور اصلاح دونوں اس کی نظر و فکر کے زیرِ اہتمام ہیں۔ جزاالو خدا دینے والا ہے۔ میں اس وقت دعا ہی کر سکتا ہوں۔

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجھے "مسجد" سے "مکتب" کی طرف تزویر نے کھینچا
تَنَازُعْ لِلْبَقا، کی آہنی زنجیر نے کھینچا

وہ "مکتب" آہ! پہلا زینہء تلقین بے دینی
دکھاتے ہیں جہاں آئینہ آئین خود بینی!

جہاں دیتے ہیں پہلا سبق "مذہب سے بغاوت کا"
جہاں بوتے ہیں تخمِ اوّلیں نسلی عداوت کا

جہاں ماں باپ سے "باغی" کیا جاتا ہے بچوں کو
جہاں جھوٹوں کا "پس خوردہ" دیا جاتا ہے بچوں کو

جہاں باقاعدہ "الحاد" کی تعلیم ہوتی ہے
جہاں باضابطہ "شیطان" کی تعظیم ہوتی ہے

جہاں مکرو ریا کا "عقلمندی" نام رکھا ہے
جہاں جورو جفا کا "سربلندی" نام رکھا ہے

وہاں داخل ہوا میں آہ! "بخت سوختہ" میرا
سبق مسجد کے بھولے، لُٹ گیا "اندوختہ سرا"

"مقرر تھے" یہاں "اُستاد" مجھکو یہ سکھانے پر
کہ اب "اللہ" نہیں اِک اور حاکم ہے زمانے پر

وہ کہتے تھے تیرا اسلام ہے "تلوار کا مذہب"
مسلمانوں سے نفرت ہے نہایت "پیار کا مذہب"

کہیں نام جہاد آئے تو وہ رہ رہ کر ہنستے تھے
پرانے غازیوں کو "راہزن" کہہ کہہ کر ہنستے تھے

لڑکپن کا زمانہ تھا اور دن تھے بے شعوری کے
اسی میں ہو گئے طے مرحلے "مذہب سے دوری" کے

یہ دنیا اور ہی تھی اس کے 'مقاصد' اور تھے سارے
یہاں 'تہذیب نو' تھی طور ہی بے طور تھے سارے

یہاں "قرآن" نہ تھا خود ساختہ "قانون" تھا کوئی
یہاں "مذہب" نہیں اک اور ہی "مضمون" تھا کوئی

نہ اس 'مکتب' میں جاتا میں نہ یوں مسموم ہو جاتا
جو اب معلوم ہے کاش! اُن دنوں معلوم ہو جاتا

مگر "مکتب"[1] نے "بے حس" کر دیئے دست و پا میرے
تحفظ کشتیء ملت کا بس میں بھی نہ تھا میرے

ہزاروں اور ہیں جن کا یہی انجام ہوتا ہے
"نئی تعلیم" کی تکمیل ہی ناکام ہوتا ہے

ان کے حال پر صادق ہیں قول حضرت اکبر
"ترقی پاتے ہیں لڑکے ہمارے نور دیں کھو کر"

"مری حب رسول اللہ کی بنیاد ہے مسجد"
"خدا آباد رکھے آج بھی آباد ہے مسجد"

---

[1] یاد رہے کہ حفیظ جالندھری کے تمام شعروں میں مکتب سے مراد "سکول و کالج" ہیں۔ دیکھیے۔ (شاہنامہ اسلام ص ۳۶ جلد دوم)

باب پنجم

مزدور اور سود خوار سکولی درندے

بچارا محنتی مزدور دِن بھر کام کرتا ہے   دماغ و جسم کو وقفِ غم و آلام کرتا ہے

☆......☆......☆

سکت باقی نہیں ہے پیٹ بھر روٹی نہ کھانے سے   کمر دُہری ہوئی جاتی ہے پیہم بوجھ اُٹھانے سے

☆......☆......☆

اِسے مدِّنظر ہے کچھ بڑھاپے کا سہارا بھی   یہ کرنا چاہتا ہے بال بچوں کا گزارا بھی

☆......☆......☆

نہ تن ڈھکتا ہے پُورا اور نہ پُورا پیٹ بھرتا ہے   اسی صورت سے بے چارا مسلسل کام کرتا ہے

☆......☆......☆

کبھی موسم مخالف ہے مشقت ہو نہیں سکتی   کبھی بیمار ہو جاتا ہے محنت ہو نہیں سکتی

☆......☆......☆

غریبی مفلسی پر اک عذابِ زندگی طاری   کبھی بیوی کی بیماری، کبھی بچوں کی بیماری

☆......☆......☆

بہت ہی بے کس و مجبور ہے مُزدور کی دنیا   طمانیت سے کتنی دور ہے مزدور کی دنیا

☆......☆......☆

بسا اوقات بے چارے کو مزدوری نہیں ملتی اگر ملتی بھی ہے کم ملتی ہے پوری نہیں ملتی

☆......☆......☆

بشر کے ساتھ رہتے ہیں غمی شادی کے دھندے بھی رواج و رسم قومی کے گلے لپٹے ہیں پھندے بھی

☆......☆......☆

وجودِ مفلسی پر جب کبھی یہ بار پڑتا ہے تو اِنساں اپنے پیروں قرض کی دَلدل میں گرتا ہے

☆......☆......☆

رواج اچھے نہیں اچھی نہیں اسراف کی رسمیں مگر کیا مرگ و بیماری بھی ہے انسان کے بس میں

☆......☆......☆

کہاں ہے جانِ شیریں کو مفر ورد و علالت سے پناہیں ڈھونڈتی ہے زندگی مخدوش حالت سے

☆......☆......☆

بڑھاپا ذمہ داری کے تحائف ساتھ لاتا ہے اگر زندہ ہے انسان، بڑھاپا آ ہی جاتا ہے

☆......☆......☆

قویٰ مفلوج ہو جاتے ہیں یاری چھوڑ دیتے ہیں یہ سچے دوست رسم و دستداری توڑ دیتے ہیں

☆......☆......☆

سکولی بینکاری نظام سود و بیاج کے موجد یہودی ہیں اور وارث سکولی ہیں اس بدتر نظام معیشت کے

اسباب و نتائج

درون زندگی یہ بدمعاش اس طرح آتا ہے   دل غفلت زدہ میں جس طرح شیطاں سماتا ہے

☆......☆......☆

یہ ہلکا سُود ہے، صحت کا صدقہ، کچھ نہیں کیا ہے   یہی ظالم کا پھندا ہے، یہی قاتل کا دھوکا

☆......☆......☆

یہ ہلکا سُود ہے۔ وہ زہر بہر نوع اِنسانی   عبارت جس سے ہے قومی ہلاک اور ویرانی

☆......☆......☆

یہ ہلکا سُود ہے "ریوڑی کا پھیر" اسباب و علّت میں   گراتا ہے یہی نوع بشر کو قعرِ ذِلّت میں

☆......☆......☆

یہ ہمدردی کا قاتل ہے یہ دشمن ہے اُخوت کا   یہی باعث ہے شخصی اقتدار و زور و قوت کا

☆......☆......☆

یہی آلہ ہے انسانی لہُو سے پیٹ بھرنے کا   ذریعہ ہے یہی تو بدمعاشوں کے اُبھرنے کا

☆......☆......☆

یہ ہلکا سُود ظالم ہی نظام ایسا بناتا ہے   کہ جس سے آدمی شیطان کے پنجے میں آتا ہے

☆......☆......☆

شرف جس قوم نے پایا مہاجن کی اسامی کا   ہے پٹہ اس کی گردن میں غلامی در غلامی کا

☆......☆......☆

جہاں اک مرتبہ انسان اس کے بیچ میں آیا   پھر اس کی سات پشتوں میں نہ عزت ہے، نہ سرمایا

☆......☆......☆

فلسطین کے یہود

جو پوری دنیا کے بادشاہ ہیں اور اسکولی طبقہ ان کے نوکر ہیں

ذرا بھی دخل ہے جس سرزمیں پر سُود خواری کا   مرقع ہے وہیں انساں ذلت اور خواری کا

☆......☆......☆

یہود اور سود خواری لازم و ملزوم ہوتی ہے   جہاں یہ ہوں طمانیت وہاں معدوم ہوتی ہے

☆......☆......☆

مدینے کے یہودی بدتریں تھے اس زمانے میں   دغابازی میں حرب و خدع میں حیلے بہانے میں

☆......☆......☆

یہ مزدوروں سے محنت کی کمائی مُوس لیتے تھے   لہو کا قطرہ قطرہ جونک بن کر چُوس لیتے تھے

☆......☆......☆

یہ مقروضوں کے بچوں، بیویوں کو رہن رکھتے تھے   یہ محتاجوں کا خُونِ آبرو ہر لحظہ چکھتے تھے

☆......☆......☆

ہے بدکاری ہی شاید لازمہ سرمایہ داری کا   نمونہ تھے یہود اِن غریب اس بدشعاری کا

☆......☆......☆

اگرچہ سنگساری تھی سزائے جرم بدکاری　　مگر سرمایہ داروں پر نہ ہوتی تھی یہ حد جاری

☆......☆......☆

غریبوں کو تو ملتی تھی سزائے بے گناہی بھی　　انہی کا حصہ تھی بے عزتی بھی اور تباہی بھی

☆......☆......☆

مگر زردار کا ہر جرم گویا کارنامہ تھا　　کہ ان کے ہاتھ میں پیشہ نہیں مختار نامہ تھا

☆......☆......☆

عصائے مُوسوی تاویل اور تحریف کا مارا　　درِ دولت پہ سجدہ ریز تھا قانون بے چارا

☆......☆......☆

سکولی جمہوری سیاست اور سیاسات جمہور

بچھا رکھا تھا جال ایسا نظامِ سود خواری نے　　کہ دُنیا سے کنارا کر لیا تھا غم گساری نے

☆......☆......☆

تمنائے حصولِ قوتِ شخصی کے دیوانے　　مُفادِ عام و مشترکہ سے ہو جاتے ہیں بیگانے

☆......☆......☆

یہودی قوم سرمایہ کی طاقت سے قبائل ہیں　　مہیا کر چکی تھی جنگی زر کے وسائل میں

☆......☆......☆

قبائل کے بڑے سردار، ان سے ساز رکھتے تھے　　کہ یہ سب قوتِ شخصی کی حرص و آز رکھتے تھے

☆......☆......☆

نمود ذات میں سامانِ جنگی کی ضرورت ہیں　　یہودی ان کے ساہوکار تھے ہر ایک صورت میں

☆......☆......☆

قبائل کی رقابت کو بڑھانا جانتے تھے یہ　　مدد دے کر نئے فتنے جگانا چاہتے تھے

☆......☆......☆

وقارِ علم و مذہب سے بھی اکثر کام لیتے تھے خدا کا اور کلیمؑ اللہ کا بھی نام لیتے تھے

☆......☆......☆

یہود اسلام کے دشمن

یہودِ اسلام کے دشمن تھے لیکن دشمنی کیوں تھی اسی گلزار پر ان کی یہ شعلہ افگنی کیوں تھی؟

☆......☆......☆

مدینے میں بھی رہتے تھے یہود اور کچھ تھے خیبر میں مگر پھیلا ہوا ایک جال تھا ان کا عرب بھر میں

☆......☆......☆

بچھا رکھا تھا دام قرض کیا دی کے حیلوں سے یہ دولت اینٹھتے تھے اوس و خزرج کے قبیلوں سے

☆......☆......☆

یہ ساہو کار تھے گھر گھر میں قائم تھا رسُوخ ان کا کہ منہ تکتے تھے اپنی ہر ضرورت کے شیوخ ان کا

☆......☆......☆

اِدھر قانونِ اسلامی تھا دشمن سُود خواری کا مٹانا چاہتا تھا نام ہی سرمایہ داری کا

☆......☆......☆

یہود اس کو کسی صورت گوارا کر نہ سکتے تھے مسلمانوں سے کوئی بھائی چارہ کر سکتے تھے

☆......☆......☆

یہ دھنا سیٹھ ساہوکار، صرّاف اور بیوپاری نہ کرتے کس طرح سرمایہ داری کی طرفداری

☆......☆......☆

بظاہر گانٹھتے تھے یہ مسلمانوں سے یارانہ بباطن چل رہے تھے ہر طرف چالیں حریفانہ

☆......☆......☆

یہود و نصاریٰ اور ان کے وفادار سکولی غلاموں کی اسلام کے خلاف سازشیں

تملق، آشنائی، سُود خواری ہی کے پھندے تھے — کہاں کہ دوستی، یہ طمع ذاتی ہی کے بندے تھے

☆......☆......☆

رسول پاکؐ ان لوگوں کو سمجھاتے تھے نرمی سے — مگر یہ قوم پیش آتی تھی گستاخی سے گرمی سے

☆......☆......☆

فساد و فتنہ سے معمور تھا ان کا رگ و ریشہ — دغا دیتے تھے ہر اک مرحلے پر یہ دغا پیشہ

☆......☆......☆

نظر آتا تھا ان کو بار آور نخلِ اسلامی — تو ہوتا تھا اِنہیں اپنے لئے احساسِ ناکامی

☆......☆......☆

ہوا تھا بعد فتح بدر آتش زا حسد اِن کا — اُحد کے بعد اُبھرا اور بھی اب حالِ اِن کا

☆......☆......☆

اُحد کی ضرب کھا کر بھی مسلماں سخت جاں نکلے — یہ صدمہ سہہ گئے ثابت رہے اور کامراں نکلے

☆......☆......☆

پڑی ضربِ معونہ اور اُفتادِ رجیع اُن پر — نظر آئی نہ لیکن تنگ دُنیائے وسیع اُن پر

☆......☆......☆

معاشرہ اسلامی کے مقابل ناکامی

مسلماں پھولتے پھلتے چلے جاتے تھے دُنیا میں
کہ راہِ راست پر چلتے چلے جاتے تھے دُنیا میں

☆......☆......☆

یہودوں نے بسا اوقات طرحِ جنگ بھی ڈالی
ہمیشہ مُنہ کی کھائی، یعنی وار اُن کا گیا ہے خالی

☆......☆......☆

غریبوں اور مزدوروں کی قوت بڑھتی جاتی تھی
نظر آیا کہ یثرب میں اخوت بڑھتی جاتی تھی

☆......☆......☆

قیامِ دین بَیھا ہے مخالف سُود خواری کا
نظام سُود خواری ہے قلعہ ہے سرمایہ کاری کا

☆......☆......☆

اُنہیں اِس قوّتِ اسلام سے خطرہ نظر آیا
کہ تھی مزدور کی محنت ہی ان لوگوں کا سرمایا

☆......☆......☆

سکولی فرقہ ناقابلِ اصلاح ہے

جنابِ رحمۃ اللعالمینؐ نے فرطِ رحمت سے
روا رکھا کرم ہی حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کی اُمّت سے

☆......☆......☆

یہودی قوم تھی یکسر مگر اخلاق سے عاری
نشہ تھا دولت و طاقت کا ہر اک فرد پر طاری

☆......☆......☆

فریضہ تھا رسول اللہ ﷺ کا تبلیغ دیں کرنا
رُبوبیّت کو اِنسانی دِلوں میں دل نشیں کرنا

☆......☆......☆

مگر نازاں تھی یہ سرمایہ داری زور و طاقت پر دنائت پیشگی قائم رہی اپنی حماقت پر

☆......☆......☆

نوازا پے بہ پے حضرت نے احسانات سے ان کو حُسنِ خُلق روکا ان بُری عادات سے اُن کو

☆......☆......☆

مگر یہ قوم پختہ ہو چکی تھی خام کاری میں بڑھی جاتی تھی ان کی بدسگالی بدشعاری میں

☆......☆......☆

مدینے میں یہودی قوم کے جتنے قبائل تھے بڑی سختی سے اَمن وصُلح کے رستے میں حائل تھے

☆......☆......☆

بظاہر ملتے جلتے تھے بظاہر عہد و پیاں تھا بباطن ہر قدم پر ہاتھ ان کا فتنہ ساماں تھا

☆......☆......☆

سکول وکالج کی تعلیم کا دیا ہوا دین دشمن فکر و قانون تہذیب ومعاشرہ جس کی منظر کشی حفیظ جالندھری کے اشعار میں پیش کی جارہی ہے

زمیں و آسماں، چاروں عناصر کا یہ معمورہ حیاتِ لغو بتو ہے جس سے پیدا اور مستورہ

☆......☆......☆

یہ دُنیا جس کے ہر ذرّے میں پنہاں ایک عالم ہے ازال سے جس کی وارث مشترک اولادِ آدم ہے

☆......☆......☆

یہ وسعت جس میں رنگا رنگ کی مخلوق بستی ہے　　یہ کُہنہ خاکداں جو مخزنِ اَلوانِ ہستی ہے

☆......☆......☆

یہ نجمِ ارض یعنی اِک عجوبہ گنج پنہاں کا　　یہ اک مُشترکہ ورثہ اجتماعی نوعِ انساں کا

☆......☆......☆

زمیں پہنائیاں کافی ہیں جس کی اپنی وسعت میں　　زمیں ہر ایک حصہ دار ہے جس کی وارثت میں

☆......☆......☆

اسے گنتی کے چند افراد یا ہم بانٹ لیتے ہیں　　یہ شیطان ورثہ اولادِ آدم بانٹ لیتے ہیں

☆......☆......☆

یہ بے حس بے حیا یہ خود پسند و خودغرض انساں　　یہ انسانوں کی دنیا کے لیے مہلک مرضِ انساں

☆......☆......☆

یہ پتھر اور سانپوں کے مماثل سنگ دل کیڑے　　یہ زہر آلود مُفغِے، بے مُروّت، تنگدل کیڑے

☆......☆......☆

یہ کیڑے جن کے سر میں مغویانہ جوشِ سرسامی　　خُدا جن کا ہے خُودرائی، خُودی جن کی ہے خودکامی

☆......☆......☆

یہ مُوذی جانور اک دو نہیں دھاڑے کا دھاڑا ہے　　چمن انسانیت کا ان کی یُورش نے اُجاڑا ہے

☆......☆......☆

تملق، آشنائی، سُودخواری ہی کے پھندے تھے　　کہاں کہ دوستی، یہ طمع ذاتی ہی کے بندے تھے

☆......☆......☆

کیونکہ سکولی طبقہ انگریز کتے کا نوکر شاہی اور افسر شاہی طبقہ ہے تو انگریز کی طرح حکومت کے بھوکے اور پیاسے ہیں۔ لہذا ان کی اس صفت کا بیان سماعت کریں

یہ طبقہ نوعِ آدم میں ہے سانپوں کا درندوں کا   کہ سب مُردار جیتے ہیں لہو پی پی کے زندوں کا

☆......☆......☆

جتھے بنتے ہیں یہ ایذا دہندے جمع ہو ہو کر   جماتے ہیں تسلّط ابنِ آدم کی خلافت پر

☆......☆......☆

بسا مکّار باہم سازشوں سے کام لیتے ہیں   مشقت دُوسرے کرتے ہیں یہ آرام لیتے ہیں

☆......☆......☆

بہت سے ان میں زیرِ خرقۂ سالوس رہتے ہیں   لباسِ آدمی میں بھڑیئے ملبوس رہتے ہیں

☆......☆......☆

بہت سے پالتو کتے کھلنڈرے سیدھے سادے ہیں   مگر جب اصل دیکھو گرگ ہیں اور گرگ زادے ہیں

☆......☆......☆

بہت سے جونک بن کر چوستے ہیں خُونِ انسانی   بظاہر بے ضرر لیکن بباطن دشمن جانی

☆......☆......☆

یہ ان کی مَسمسی شکلیں ہیں گویا اصل دام ان کے　　مگر ہے ان کی بغل میں ہیں لبوں پر رام رام ان کے

☆......☆......☆

شکار آتے ہی زد پر وہ لپک ان کی جھپٹ ان کی　　نگاہوں سے حقارت اور مونہوں سے ڈپٹ ان کی

☆......☆......☆

یہ ہر بستی میں ہر منزل میں ہیں ہر رہگذر میں ہیں　　جہاں بھی ہیں یہ ذکرِ سُود ہیں یا فکرِ زر میں ہیں

☆......☆......☆

یہ ہر منڈی میں ہر بازار میں آسن جماتے ہیں　　یہ محنت توڑتے ہیں اور سرمایہ بناتے ہیں

☆......☆......☆

کہیں گندم نمائی جو فروشی کاروبار ان کا　　کہیں اَبلہ افریبی پر، جُوئے پر ہے مدار ان کا

☆......☆......☆

یہ اندھے سُونگھتے پھرتے ہیں زَر کی بُو اندھیرے میں　　پھریں بُو گیر کُتّے جس طرح ہر سُو اندھیرے میں

☆......☆......☆

نگاہیں ان کی حرصِ مال و زر سے خیرگی میں ہیں　　یہ کالے ہوں کہ گورے انتہائی تیرگی میں ہیں

☆......☆......☆

پسند ان کو بشر کی ٹھوکریں ہیں اور اُفتادیں　　کہ یہ ظلمت کے بچے ہیں اندھیرے کی ہیں اولادیں

☆......☆......☆

آزدم اور وحدتِ تو ے دو نیم　　کس حریفش نیست جز جوب کلیم

☆......☆......☆

کیونکہ سکولی طبقہ دوسروں کی کمائی پر جینا اور مزے کرتا ہے لہذا ان کی خونی عمل و عادت پر اشعار پیش خدمت ہیں

اسی دُنیائے آدم زاد ہیں کچھ لوگ ایسے ہیں   کہ جیتے آدمی کا گوشت کھاتے خُون پیتے ہیں

☆......☆......☆

نچوڑتا ہے لہو کھینچتی ہیں کھالیں اِک زمانے کی   مگر رہتی ہے بھٹّی گرم ان کے کارخانے کی

☆......☆......☆

یہ ہر انسان کو اپنے حیواں سمجھتے ہیں   مویشی جانتے ہیں عیش کا ساماں سمجھتے ہیں

☆......☆......☆

بہت سے راہزن تسخیر کرتے ہیں زمانے کو   یہ دھارے مارتے ہیں لوٹنے کو اور کھانے کو

☆......☆......☆

یہ عالی جاہ بن کر ڈھونگ رچتے ہیں حکومت کا   جگاتے ہیں یہ فتنہ تفرقے کا اور خصومت کا

☆......☆......☆

فریب و مکر و جبر جور کا ہے نام دانائی   جہاں بھر کی غلامی سے ہے ان لوگوں کی آقائی

☆......☆......☆

نمائش ہے نُمود ان کی، وجود ان کا انانیت   جتانا چاہتے ہیں دوسروں پر اپنی فوقیت

☆......☆......☆

یہ فوقیت جتانے کا ہے لاحق اک مرض ان کو بنا رکھا ہے جس نے انتہائی خود غرض ان کو

☆......☆......☆

یہ فوقیت زمانے بھر کے مال و زر کی طالب ہے علاج اس کا نہیں ممکن مرض کم بخت غالب ہے

☆......☆......☆

زمینیں چاہئیں، زر چاہیئے، زن چاہیئے ان کو شرابیں چائیں و امانِ گلشن چاہیے ان کو

☆......☆......☆

بلا سے آدمی کی بستیاں برباد ہو جائیں مگر گنتی کے یہ شیطان زادے شاد ہو جائیں

☆......☆......☆

حصول لذّتِ شخصی کا گُر سیکھے ہیں شیطاں سے روایت لائے ہیں نمرود سے فرعون وہاہان سے

☆......☆......☆

جفا سے، جور سے، عیاری و سازش سے حیلے سے یہ آقائی کریں گے اپنی قائم ہر وسیلے سے

☆......☆......☆

کیونکہ سکولی طبقہ خونخوار جو دوسروں کی کمائی پر پلتے ہیں اور مفت خور ہیں لہذا ان کی سفا کی کا حال شاعر کی زبانی

عوام الناس اکثر سیدھے سادھے بھولے بھالے ہیں یہ جرم امن خواہی اژدہاں کے نوالے ہیں

☆......☆......☆

کروڑوں محنتی کرتے رہیں دن رات مزدوری مگر ان کے نصیبوں میں تو روٹی بھی نہ ہوئی پوری

☆......☆......☆

ادھر اک طبقہ بے کار کھائے بھی اُڑائے بھی
جمائے دھونس بھی غرائے بھی اور کاٹ کھائے بھی

☆......☆......☆

تین آسانوں کا یہ طبقہ ہے قائل مفتی خوری کا
بناتا ہے یہی قانون چوری، سینہ زوری کا

☆......☆......☆

دُہائی آگے آگے ہیں جہاں بھی ان کے پھیرے ہیں
غریبو! آؤ لُٹ جاؤ، یہ قانونی لُٹیرے ہیں

☆......☆......☆

یہی طبقہ ہے آزادی پسند انسان کا دشمن
یہی ایمان کا لاگو یہی ہے جان کا دشمن

☆......☆......☆

کیونکہ انگریز اور اس کے وفادار سب اسلام امت مسلمہ اور انساں کو لوٹنے والے ہیں تو جمہوریت اور حکومت انہیں لیٹروں کے اتحاد کا نام ہے عالمی لٹیرے اقوام متحدہ میں ملکی لٹیرے ملکوں میں ہیں۔

یہ طبقہ مشتمل ہوتا ہے اُن دُزدانِ نامی پر
یقین پختہ رکھتے ہیں جو مزدوروں کی خامی پر

☆......☆......☆

جو پُورے باخبر ہیں دُزد و پیشہ بھائی بندوں سے
جو واقف ہیں حریفوں اور حلیفوں کے گزندوں سے

☆......☆......☆

یہ سب اک دُوسرے سے خائف و ترساں بھی رہتے ہیں
مگر ہاں نفعِ ذاتی کے لیے کوشاں بھی رہتے ہیں

☆......☆......☆

فقط ملحوظ رہتی ہے جماعت بالخصوص ان کو
مفادِ طبقۂ دُزداں سے ہے پُورا خلوص ان کو

☆......☆......☆

تپاک باہمی ان کا نرالی خواجہ تاشی ہے
کہ یہ سب ایک ہیں مقصود سب کا بدمعاشی ہے

☆......☆......☆

یہ جس قریے میں، جس خطے میں ہیں جس مملکت میں ہیں
تمنا تے حصولِ اقتدار و سلطنت میں ہیں

☆......☆......☆

اقتدار و حکومت کے شریف بھیڑیئے

وزارت، اہل کاری لشکریت اور جاسُوسی
حیاتِ چند کُن میں اجتماعی مرگِ مایُوسی

☆......☆......☆

یہ چند انفار کارندے رئیسانہ سیاست کے
بڑی سرکار ہیں، افسر ہیں، پتلے ہیں نفاست کے

☆......☆......☆

عبارت زندگی ان کی، لباسوں اور غذاؤں سے
پھلا پھولا ہے ان کا نفس معدے کی ہواؤں سے

☆......☆......☆

انہیں محکوم لوگوں کے ہیں سائے بھی گھن آتی
وہ کرتے ہیں عرق ریزی یہ بو ان کو نہیں بھاتی

☆......☆......☆

فقط کھیتوں کی پیداوار ہی مرغوب ہے ان کو
فقط مزدور کی محنت کا پھل مطلوب ہے ان کو

☆......☆......☆

نہ شفقت ان کو بچوں سے نہ ہمدردی ضعیفوں سے　　اراذل سے انہیں دل بستگی نفرت شریفوں سے

☆......☆......☆

ہے ان کو پیٹ پوجا کے سوا ہر بات بے ہودہ　　بشر کا ہر شرف بے معنی ہر اوقات بے ہودہ

☆......☆......☆

وہ عامی اور بازاری، یہ سرکاری یہ درباری　　وہ سب ہیں بہر خدمت اور یہ ہیں بہر سردای

☆......☆......☆

سکولی انتظامیہ و پولیس باضابطہ لٹیرے

یہ طبقہ باوجودِ قلتِ تعداد و کمزوری　　مسلسل رات دن کرتا ہے اِک باضابطہ چوری

☆......☆......☆

یہ سب مُرغانِ زرّیں، سرخمیدہ اور کمربستہ　　نہیں ذہنی غلامی کے سوا جن کا کوئی رستہ

☆......☆......☆

قصاص ان کی غلامی کی، غلامی اہل محنت کی　　کہ مُہریں جن کے ہاتھوں پر بنیں بدقسمت رعیت کی

☆......☆......☆

کسانوں کاشتکاروں کا بھلا کیسے ہو پاس ان کو　　میسر بھوکے ننگوں ہی سے ہے زرق ولباس ان کو

☆......☆......☆

یہ باہیں برق خرمن سوز غلّہ بونے والوں پر　　نگاہیں ناوکِ دلدوز بھوکے سونے والوں پر

☆......☆......☆

یہ دہقانوں کو ہیں جھنجوڑتے بھنبھوڑنے والے　　تہی دستی برائے جیب و دامن چھوڑنے والے

☆......☆......☆

یہ حصہ دار ہر مزدور کی گاڑھی کمائی کے مُحصل دانے دانے کے محاسب پائی پائی کے

☆......☆......☆

غریبوں سے نوالے چھینا خدمات ہیں ان کی زبردستوں کے جوتے چاٹنا عادات ہیں ان کی

☆......☆......☆

شکست شیشہ ہائے دل سے ہے پائندگی ان کی کہ خونِ آرزوئے ہے نمودِ زندگی ان کی

☆......☆......☆

عوام الناس کے جینے کا بندوبست کرتے ہیں کہ ہر سینے میں قانونی چھری پیوست کرتے ہیں

☆......☆......☆

سکولی ناحق پرستوں کا وجود اور اِس کے نتائج

بشر کے مرتبے سے جب بشر ملعون گرتا ہے تو اس کے ہاتھ سے نوع بشر کا خون گرتا ہے

☆......☆......☆

معانی بھولتا ہے آدمی جب آدمیت کے تو ہردم سُوجھتے ہیں اس کو منصوبے اذیت کے

☆......☆......☆

دغا، مکر و فریب، آدم شکاری، مردم آزاری تباہی، غدر، بربادی، فساد و ظلم و خونخواری

☆......☆......☆

علی الرّغم خُدا یہ خدمتِ شیطان کرتے ہیں درندے جو نہیں کرتے وہ یہ انسان کرتے ہیں

☆......☆......☆

جہاں بھی جمع ہو جاتے ہیں یہ عنصر ضلالت کے بگولے اُٹھتے رہتے ہیں وہیں ظلم و جہالت کے

☆......☆......☆

بدی ہوتی ہے رہبر، شرک ہوتا ہے مشیران کا   انہی دونوں کے ہاتھوں گھٹ کے مرتا ہے ضمیران کا

☆......☆......☆

بنائے زندگی رکھتے ہیں یہ مُردہ ضمیری پر   نمودِ اقتدارِ ذات سے مرتے ہیں میری پ

☆......☆......☆

تمنائے حُصولِ اقتدارِ شخصی و ذاتی   سگِ دیوانہ کے مانند ہے ان سب کو دوڑاتی

(۱) انسان سے مصنف کی مراد سکولی ہے۔

یہ زورِ پستیٔ فطرت یہ خواہانِ بلندی ہیں   یہ سب ناحق پرست انسان عدوئے حق پسندی ہیں

☆......☆......☆

رگِ باطل سے وابستہ ہے ان سب کا رگ و ریشہ   انہیں دُنیا میں ہے بس ایک وجودِ حق سے اندیشہ

☆......☆......☆

تصور میں بھی آ جائے جو صورت حق پژوہوں کی   دھڑک جاتی ہے چھاتی اہلِ باطل کے گروہوں کی

☆......☆......☆

وجودِ اہلِ حق سے خوف یہ ہے ان کو قوّت کو   مبادا زندگی مل جائے اِنسانی اخوّت ک

☆......☆......☆

سکولی فسادی جمہوریت کے مقابل اسلامی قلت

مجاہد ضابطے سے اور استقلالِ کامل سے   تھے محوِ جنگ زورِ بازو و زورِ اناملِ سے

☆......☆......☆

مسلمانوں کا کوئی تیر بھی خالی نہ جاتا تھا   نگاہوں کے اشاروں پر دِلوں میں بیٹھ جاتا تھا

☆......☆......☆

بظاہر چند تنکے تھے یہ اس سیلاب کے اندر نظر آتے تھے چکراتے ہوئے گرداب کے اندر

☆......☆......☆

سرِ خندق صحابہؓ سات سو افراد کی گنتی یہی غازی مجاہد تھے یہی زیاد کی گنتی

☆......☆......☆

مگر ان پر ہزاراں در ہزاراں حملہ آور تھے ہزار انسان کیا تھے، خواہ کیسے بھی دلاور تھے

☆......☆......☆

اُدھر چوبیس دستے اور ہر دستہ ہزار انساں ذخیرے اسلحہ کے اور ناؤ نوش کے ساماں

☆......☆......☆

وہاں باقاعدہ آب و خورش تقسیم ہوتا تھا یہاں پتھر شکم پر باندھنا تعلیم ہوتا تھا

☆......☆......☆

شکم سیری اُدھر اس سمت فاقوں پر توکل تھا تقابل خود بھی حیراں تھا کہ یہ کیسا تقابل تھا

☆......☆......☆

نہیں تھا یہ تقابل باہمی انسان و انساں کا زمیں پر ایک طرفہ معرکہ تھا کفر و ایماں کا

☆......☆......☆

کثرت و جمہوریت کفر کا شور

زمیں و آسماں میں حشر سنگ و تیر برپا تھا سر خندق بہر سُو شہود دار و گیر برپا تھا

☆......☆......☆

قبائل نے مچا رکھا تھا غوغا اور ہنگامہ فضا میں گونجتا تھا ڈھول تاشہ اور دمامہ

☆......☆......☆

پیاپے ایک لڑی پڑ رہی تھی جھانجھ بجتے تھے
ہر اک دستے میں نوبت اور نقارے گرجتے تھے

☆......☆......☆

دکھاتے تھے یہ انساں بول کر بولی درندوں کی
کہ ہم انسان نہیں سمجھو ہمیں ٹولی درندوں کی

☆......☆......☆

نکل جاتی تھیں مونہوں سے ہیبت ناک آوازیں
کرخت و سخت و سینہ چاک اور خوفناک آوازیں

☆......☆......☆

دہاڑیں اور چنگھاڑیں تھیں چیتوں اور شیروں کی
بتاتی تھیں کہ ہم مخلوق ہیں گہرے اندھیروں کی

☆......☆......☆

گھنونا شور و شر، ناپاک نعرے گالیاں قسمیں
غلاظت جمع ہو کر آئی تھی ارض مقدس میں

☆......☆......☆

صدائے رنگ رنگ اٹھتی تھی اس باطل کے لشکر سے
جواب اسلام دیتا تھا فقط اللہ اکبر سے

☆......☆......☆

سکولی جمہوری منافقین اسلام کی مدد نہیں کر سکتے

منافق جو مجبوری شریکِ اہل ایماں تھے
انہی حیلوں بہانوں سے دمادم اب گریزاں تھے

☆......☆......☆

منافق کو نہیں توفیق ملتی نصرت دیں کی
کہ اس رستے میں خطرے دیکھتی ہے آنکھ بد بیں کی

☆......☆......☆

مسلماں ہے وہی جو دین پر قربان ہوتا ہے
''مسلماں ہوں'' یہ کہہ لینا بہت آساں ہوتا ہے

☆......☆......☆

منافق کے لیے یہ سختیاں بہت مشکل بوقتِ امتحان ثابت قدم رہنا بہت مشکل

☆......☆......☆

سکولی طبقہ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

خُدا ہی منزلِ مقصود ہو جن کی نگاہوں میں غضب کے امتحان رکھے گئے ہیں ان کی راہوں میں

☆......☆......☆

موذن نغمہِ اللہ اکبر کہہ کے اُٹھتا ہے جہانِ کفر تیغ و تیر و خنجر لے کر اُٹھتا

☆......☆......☆

جہاں صدق و یقیں ہیں پیش خیمے خوش نصیبی کے منازل پیش آتے ہیں، وہیں شامِ غریبی کے

☆......☆......☆

ودیعت جن کو ہو جاتا ہے ذوقِ نیک انجامی انہی کو توڑنی پڑتی ہے ہر زنجیر ناکامی

☆......☆......☆

جو دنیا کے لیے آتے ہیں لے کر دورِ خوشحالی اُنہیں دنیا کے ہاتھوں دیکھنی پڑتی ہے پامالی

☆......☆......☆

جنہیں قسمت سے رحم و عدل کے اعمال ملتے ہیں وہ اکثر زخم کی دولت سے مالا مال ملتے ہیں

☆......☆......☆

جو انساں کو دیا کرتے ہیں ہدیے شادمانی کے گزرتے ہیں وہ انبوہ سے اَعدائے جانی کے

☆......☆......☆

دولت بانٹتے پھرتے ہیں پاکیزہ خیالوں کی اُنہی کے سامنے آتی ہیں سوغاتیں ملالوں کی

☆......☆......☆

افکار پنہاں

قاطع تہذیب افرنگ

حضرت علامہ مولانا مفتی فضل احمد چشتی مدظلہ العالی

مہتمم جامعہ خدمت الاسلام پنڈی سٹاپ لاہور

ہیچ کس راز کہ من گویم نگفت

ہم چوں فکر من دُرِ معنی نہ سُفت

شیخ الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے پروردگار جل و علیٰ کے محی اموات ہونے پر مکمل یقین رکھتے ہوئے پھر بھی کیفیت احیاء کے مشاہدہ اور معائنہ کیلئے مضطرب رہے۔

کیفیت احیاء کے معائینہ کے بعد آپ کا اضطراب، اطمینان میں تبدیل ہو گیا، ارشاد خداوندی ہے "اے ایمان والو! غیروں کو راز دار نہ بناؤ وہ تمہارے نقصان و فساد میں کچھ کمی نہ کریں گے تمہارا مشقت میں پڑنا انہیں عزیز ہے، دشمنی اگرچہ ان کے منہ سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ مگر جو سینوں میں مخفی ہے اس سے بھی زیادہ بڑی ہے ہم نے آیتیں تم کو بیان کر دی ہیں اگر تمہیں عقل ہے۔ (سورہ آل عمران۔ ۱۱۸)

ہمیں بھی الحمدللہ مضمونِ آیت پر تو پورا یقین ہے مگر مسلمانوں کے یہود و نصاریٰ کے ساتھ گہرے روابط اور تعلیمات، سیاسیات اور دیگر امور زندگی میں ان کو راہنما، پیشوا باعتماد اور بہی خواہ تسلیم کرنے پر مرتب ہونیوالے دینی، دنیاوی، اخلاقی فسادات اور نقصانات کی کیفیات کا مشاہدہ اور معائنہ کرنے سے دِل کو اطمینان اور مکمل تسلی ہو چکی ہے۔ کہ یقیناً دُشمن سے سوائے دُشمنی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

دینی خیر خواہی ہے اور خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ آدمی کو اسکے بد خواہ اور دشمن سے خبر دار کر دیا جائے اور اسکی ابدی فلاح اور کامیابی کی طرف رہنمائی کر دی جائے۔ بعد ازاں فلاح و کامیابی کی راہ پر چلنا نہ چلنا اس کا اپنا فعل ہے۔

سابقہ ادوار میں شیخ رومی اور امام غزالی جیسے خمخانۂ اسلام، مصلحین امت اور خیر خواہان ملت نے امت مسلمہ کو اسکے مالہ و ما علیہ، نفع نقصان کی پوری نشاندہی فرمائی۔ شیخ رومی کی نظم اور امام غزالی کی نثر نے ہزاروں افراد ملت کی تقدیریں بدلیں، دین اور ظاہری دنیا پرستی کی بجائے باطن اور روحانیت کی ہر طرف گامزن کیا۔

گذشتہ صدی میں انسان اور انسانیت، انگریزی پنجہ استبداد و مظالم سے بری طرح زخمی ہو کر آخری سانس لے رہی تھی، انسانی عروج، حیوانی، نفسانی، بلکہ شیطانی ترقی کے اژدھا کے منہ میں پہنچ کر بچاؤ بچاؤ کی صداء بلند کر رہا تھا بقول قلندر لاہوری ؎

آدمیت زار نالید از فرنگ — زندگی ہنگامہ بر چید از فرنگ
مشکلات حضرت انسان از وست — آدمیت را غم پنہاں از وست

(چہ باید کرد)

شیوہ تہذیب نو آدم دری است — پردہ آدم دری سوداگری است
دانش افرنگیاں تیغ بدوش — در ہلاک نوع انسان سخت کوش

ایسے کٹھن حالات میں حکمت الٰہیہ نے کشتیٔ ملت کے ناخداؤں کو مختلف صلاحیتوں سے مزین فرما کر وقتاً فوقتاً نمودار فرمایا۔

نثر میں اعلیٰ حضرت بریلوی اور اعلیٰ حضرت گولڑوی ایسوں کی خدمات اور نظم میں قلندر لاہوری، سید اکبر الہ آبادی اور حفیظ جالندھری کی کاوشیں بالخصوص سر فہرست ہیں۔ اگرچہ متاخر الذکر مصلحین ثلثہ کے ابتدائی ادوار پر حالات کی سیاہ گھٹاؤں نے کافی تاریکی پھیلائی۔ تاہم سعادت ازلی کی دستگیری سے مکمل حقیقت کا چہرہ ان کے سامنے ہمہ تن جلوہ نما ہو

ہو گیا تھا جسکی وجہ سے ان حضرات نے فنی شاعری کی تمام تر خوبیوں اور رعنائیوں کے ساتھ انگریزوں اور انگریز دوستوں کے اصل چہرے کو قوم کے سامنے پیش کیا۔ ان نے تمام تر منصوبہ جات اور سازشوں کو بے نقاب کیا اور انکے خطرناک نتائج اور زہریلے اثرات سے اپنے اپنے انداز میں ملت اسلامیہ کو خبردار کیا۔ غرضیکہ ہر کسی نے فریضہ اصلاح کو حتی المقدور انجام دیا مگر عقل و شعور اور دین و ایمان سے فارغ دوست کی دشمن اور دشمن کی دوست عیاشی کی دلدادہ قوم نے شعوری یا لاشعوری طور پر اپنے خیر خواہوں کی ہر بات ان سنی کر دی۔ یہاں تک کہ اپنے انجام تک جا پہنچی۔

سفید فام اور سیاہ دل انگریزوں کی سرد جنگ یا نظریاتی حرب وضرب کے کل منصوبہ جات درج ذیل ہیں

(۱) فرنگی سیاست، یعنی جمہوریت، مارشل لاء، اور صدارتی نظام

(۲) مغربی تعلیم، یعنی انگریزوں کا مرتبہ یا پسندیدہ نظام تعلیم

(۳) فرنگی معاشرہ، یعنی انگریزی طرز زندگی اور فرنگی افکار سے تشکیل پانے والا بے غیرت اور پُر از جرائم ماحول

اوّل سے ہل کی طرح زمین ہموار اور نرم کرنے کا کام لیا جاتا ہے۔ جبکہ دوم کو بطور بیج یا تخم کے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور سوم ثمر اور نتیجہ کی حیثیت سے از خود نمودار ہو جاتا ہے انہیں منصوبہ جات ثلاثہ کے مبادی و سائل اور مقاصد و نتائج پر ہمارے موصوفین شعرائے ثلاثہ کی محققانہ شاعری کا بیشتر یا اہم تر حصہ ضوفشانی کرتا ہے۔ اور اپنے قارئین کو انکی تمام تر خرابیوں سے آگاہ کرتا ہے۔ لیکن زیر نظر منظوم کلام صرف اور صرف تعلیمی منصوبے کی تباہ کاریوں کے بیان پر مشتمل ہے اور قدرے تہذیبی تہذیب کے بعض پہلوؤں کی بھی نقاب کشائی کرتا ہے۔

درج ذیل چند سطور میں انگریزی تعلیمی منصوبے سے پیدا ہونے والے قاتل

انسان اور انسانیت عناصر کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ پیش نظر کلام سمجھنے میں دقت نہ ہو۔اور تفصیل قارئین پر چھوڑ دی گئی ہے۔

موجودہ تعلیمی نظام سے پیدا شدہ چند خرابیاں

(۱) مذہب سے بغاوت، (۲) محبت دُنیا اور بغض آخرت، (۳) غیر اللہ بالخصوص انگریزوں کی محکومیت اور غلامی اور انگریزوں کے منصوبوں کی تکمیل اور تعمیل احکام، (۴) خواہشات کفار کی اتباع (۵) الحاد یعنی باطل کی طرف میلان، (۶) زندیقی یعنی مذہب کا زبانی اقرار اور حقیقت میں مذہب سے کُلی فرار، (۷) مخالفت حق اور موافقت باطل، (۸) بے غیرتی اور اسکی اشاعت، (۹) بے حیائی اور اسکی اشاعت، فحاشی عریانی اور اسکی وجہ سے لاعلاج امراض کی بے حد پیداوار، (۱۰) ظلم، بے رحمی اور اسکی پشت پناہی، (۱۱) تقلید کفار وفساق وفجار (۱۲) کذب بیانی، چکربازی، دھوکہ دہی اور ڈرامہ بازی کرنا، (۱۳) تکبر وسرکشی (۱۴) ذاتی مفاد پرستی (۱۵) بخل (۱۶) خوشامد برائے حصول دُنیا (۱۷) شخصیت پرستی (۱۸) حرص دنیا (۱۹) خدا فراموشی (۲۰) خود فراموشی (۲۱) آخرت اور موت فراموشی (۲۲) تغلیط احکام شرع (۲۳) عداوت اہل دین اور علمائے حق سے دوری (۲۴) زناکاری اور اسکی اشاعت (۲۵) شراب خوری (۲۶) تغلیط اسلاف اور مذمت اسلاف (۲۷) خیر خواہی کفار (۲۸) مشابہت یہودی ونصاریٰ (۲۹) بدخواہی اہل اسلام (۳۰) وطن پرستی (۳۱) طبقاتی تقسیم (۳۲) سرمایہ دارانہ نظام (۳۳) سود خوری کو جائز یا ضروری سمجھنا (۳۴) سنت کا مذاق اڑانا اور شعائر اسلام کو حقیر جاننا (۳۵) طرز زندگی اسلاف اور تمدن اہل اسلام کی تحقیر وتذلیل (۳۶) فقہ اسلامی سے آزادی اور دعوائے اجتہاد باوجود جہالت تامہ (۳۷) افعال کفار کی تحسین (۳۸) عیاشی اور شہوت پرستی (۳۹) بت تراشی اور بت فروشی یعنی تصاویر وغیرہ (۴۰) جہاد سے کنارہ کشی بلکہ اسکی مخالفت (۴۱) رشوت ستانی (۴۲) قرآنی آیات واحادیث مبارکہ میں تحریف معنوی کرنا مثلاً "رب زدنی علما" "طلب العلم فریضة "اور اُطلبو

العلم" وغیرہ آیات واحادیث کو انگریزی علوم پر منطبق کرنا اور ان نام نہاد علوم کو ان کا مصداق ٹھہرانا (۴۳) انگریزوں کی قولی، فعلی اور مالی امداد (۴۴) حاکمیت مرد کا خاتمہ (۴۵) عورتوں کی نسوانی صفات کا خاتمہ (۴۶) فضول خرچی یعنی کھیل کود وغیرہ (۴۷) مرد وعورت کی مساوات (۴۸) پردہ وستر پوشی کو شیطانی جاننا بلکہ اسے ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھنا (۴۹) دہشت گردی اور دیگر فسادات (۵۰) تن آسانی، سہولت پرستی اور بیکاری وافلاس (۵۱) بد معاشی، قتل وغارت اور چوری ڈاکہ کی تعلیم بذریعہ فلم وٹی وی وغیرہ (۵۲) فرقہ واریت اور جماعت بندی مثلاً کالجوں میں سیاسی طلباء تنظیموں کا قیام وغیرہ (۵۳) ظاہر اور مادہ پرستی (۵۴) جوا اور سٹہ بازی (۵۵) مالی امتیاز، بلکہ شرفاء اور خاندانی لوگوں کی تذلیل اور مالدار کمینے لوگوں کی حوصلہ افزائی (۵۶) سر سید احمد خان نیچری کو مسلم قوم کا خیر خواہ اور مسلمان راہبر سمجھنا (۵۷) انگریزوں سے دوستی اور عزت افزائی کی توقع رکھنا (۵۸) طاقت کے ہوتے ہوئے نیکی کا حکم نہ دینا اور برائی سے منع نہ کرنا (۵۹) بے حیاء اور ظالمانہ طریقہ علاج (۶۰) انگریزی تعلیم کو رازق سمجھنا اور رزاقیت حق پر بد گمانی (۶۱) مسلمانوں پر انگریزوں کی حکمرانی کا واسطہ بننا (۶۲) فصلوں، خوراکوں میں انگریز کے حکم پر زہریلی ادویہ کا استعمال کرنا اور مسلمانوں میں تندرستی وقوت مردمی کا خاتمہ کر کے نسل کشی کرنا (۶۳) فتنہ انگیز اور فتنہ پرور انگریزی قانون چلا کر لاکھوں فتنے اور فسادات پیدا کرنا (۶۴) سکولوں اور کالجوں میں زیر تعلیم طلباء کے خمیر میں والدین اور بڑوں کی بے ادبی کا زہر گھولنا (۶۵) علوم شرعیہ کی تحقیر کرنا اور بیہودہ علوم فرنگیہ کو تمام فرائض سے بڑا فرض جاننا (۶۶) جنسیات اور جنس پرستی کو پھیلانا (۶۷) اخوت اور بھائی چارے کا خاتمہ (۶۸) قدیم علوم وحکمت اور انکے رکھنے والے علماء وحکماء کا شدید بحران (۶۹) معیشت کی بھونڈی تقسیم (۷۰) بانی اسلام ﷺ کی قلبی وظاہری تعظیم کا فقدان (۷۱) کفر وفسق کے الفاظ تک کو بھول جانا اور کافر کو کافر نہ کہنا اور برائی کو برائی نہ جاننا (۷۲) لڑکے، لڑکیوں کا آزادانہ میل جول (۷۳) مانع حمل گولیوں کا

با آسانی ہر جگہ دستیاب ہونا اور عورتوں کا ان کی وجہ سے انتہائی فحش اور حرام امور کا مرتکب ہونا

حضرات گرامی! مذکورہ صدر خرابیوں کے علاوہ سینکڑوں امور ایسے ہیں جن کی سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں باقاعدہ اور باضابطہ تعلیم دی جاتی ہے اور رہا مسئلہ ان اداروں میں پڑھائے جانے والے علوم کے بعض دنیاوی ومادی اور وقتی وظاہری فوائد کا۔ جن کو آج کل کے بعض نام نہاد تعلیم یافتگان پیش کر کے انگریزی طرز تعلیم کے جواز کیلئے پیش کرتے ہیں۔ تو جاننا چاہئے اسقدر خرابیوں اور برائیوں کے ہوتے ہوئے ان چند دنیاوی و جزوی فوائد کا قطعاً کوئی اعتبار اور ان کی کوئی وقعت نہیں ہے۔

فقیر فضل احمد چشتی

مہتمم جامعہ خدمت الاسلام، پنڈی سٹاپ، لاہور

وہ تعلیم کیا جس میں فکر قرآنی نہ ہو
وہ مدرسہ کیا جس میں معرفت ربانی نہ ہو
ملک میں پھیلے ہوئے ہیں انگریز و انگریزی
غیر ممکن ہے کہ ان میں سرسید کی شیطانی نہ ہو

تقریظ

عالم با عمل حضرت علامہ مولانا مفتی **عبد الطیف مجددی** مد ظلہ العالی

شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

علم اگرچہ کتنا ہی اعلیٰ کیوں نہ ہو اگر اس کا پڑھانے والا نااہل یا فاسق و فاجر ہو تو انجام بخیر نہیں ہو سکتا۔ ترمذی شریف کی آخری حدیث مبارکہ ہے جس کے راوی ابن سیرین ہیں اسکے کلمات یہ ہیں

اُنظروا عمن تاخذون دینکم

دیکھو! دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔

موجودہ زمانے میں امت مرحومہ کا بیشتر حصہ اس لیے برباد ہو رہا ہے کہ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھانے والے اکثر فساق و فجار اور کچھ بے دین ہیں حتی کہ ملحد تک جیسا کہ کالج کے پروفیسر وغیرہ۔ بلکہ جامعۃ الازہر (مصر) کے متعلق بھی ہمیں معلوم ہوا ہے کہ وہاں صحاح ستہ پڑھانے والے یہود نصاریٰ کے لباس میں ملبوس اور شکلیں غیر شرعی رکھنے والے ہیں۔ اساتذہ کا یہ عالم ہو گا تو طلباء میں دینی آثار اور دینی غیرت کس طرح پیدا ہو سکتی ہے۔ مزید اس کی امت کی بربادی کا باعث یہ گمراہ ٹولہ فساق و فجار، بے لگام حکمرانوں کا ہے جو کہ یہود و نصاریٰ کے زیر اثر ہیں۔ جب تک زمامِ حکومت صحیح العقیدہ اور اعمال صالحہ رکھنے والے افراد کے ہاتھ میں نہیں آئے گی اُمت کے احوال درست نہیں ہو سکتے۔ اور ملک میں موجود ٹی وی، ریڈیو، روزنامے، ہفت روزے، پندرہ روزے، ماہنامے اور جرائد و رسائل جو کہ فحاشی و عریانی پھیلا رہے ہیں۔ در حقیقت یہ عذاب الٰہی کو دعوت دی جا رہی ہے اور اُمت کے نوجوانوں کا اخلاق سوچے سمجھے منصوبے کے تحت برباد کیا جا رہا ہے۔ اور ان کو جہنم کے کتے بنایا جا رہا ہے۔ اور ان کو سمجھ نہیں آرہی۔ اب کون صلاح الدین ایوبی اٹھے گا جو اس

معاشرے کا رخ شر سے خیر کی طرف، جہنم سے جنت کی طرف، بے غیرتی وبے حیائی سے شرم وحیاء کی طرف پھیرے گا۔

اہل نظر اور ملت اسلامیہ کا درد رکھنے والے خون کے آنسو رو رہے ہیں کہ اس امت کے ساتھ کیا کیا جارہا ہے اور دعا کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ملت اسلامیہ کو سچے اور باغیرت مسلم حکمران عطا فرمائے جو دل میں اللہ جل جلالہٗ، رسول اللہ ﷺ اور اصحاب واہل بیت رضی اللہ عنہم کے ساتھ عشق ومحبت رکھتا ہو۔ اور اس آواز کو جوانکے خلاف اٹھنے والی ہو اسکو دبانے والا اور نیست ونبود کرنے والا ہو۔ لیکن افسوس!ــ

آہ! اسلام تیرے چاہنے والے نہ رہے

جن کا تو چاند تھا وہ ہالے نہ رہے

کوالج میں نام نہاد تعلیم پر اربوں روپے جو خرچ کیے جارہے ہیں ان کا انجام یہ ہے کہ فساق وفجار کے گروہ در گروہ پیدا ہو رہے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں سوائے خوہشات نفسانیہ اور پیٹ کے دھندے کے کوئی شئے نظر نہیں آتی اور جو علم کا حقیقی مقصود ہے وہ معرفت الٰہیہ ہے۔ اس کا تو دور دور تک نشان بھی نظر نہیں آتا۔ اور کوالج ویونیورسٹیوں میں جو ہوسٹل ہیں۔ وہ تعلیم گاہ نہیں بلکہ بدکاری کے اڈے ہیں۔ اور نوجوان لڑکوں کا لڑکیوں کے ساتھ مل کر پڑھنا حرام اور کئی محرمات شرعیہ پر مشتمل ہے۔ اور نوجوان لڑکیوں کا ماں باپ، خاوند یا محرم کے بغیر ہوسٹلوں میں رہنا انتہائی برائی اور کئی دیگر خرابیوں کو جنم دے رہا ہے

اور آج کل بعض نام نہاد دینی مدارس میں بھی نوجوان لڑکیاں ہوسٹلوں میں موجود ہیں اور وہاں بھی خیریت نظر نہیں آتی اور یہ بھی دینی اور شرعی تقاضوں کے بالکل خلاف ہے۔ اور پوری تاریخ اسلام میں یہ بات ہم نے نہیں دیکھی کہ نوجوان لڑکیاں نام نہاد تعلیم کی خاطر ہوسٹلوں میں رہتی ہوں۔ وَمَا عَلَیَّ اِلَّا الْبَلَاغ

مفتی عبد اللطیف مجددی غفرلہ شادباغ، لاہور

مجھے ضرور پڑھیئے..................

پیارے مسلمان بھائیو! اسلام ایک عالم گیر مذہب ہے۔ یہ پوری کائنات کا دین ہے۔ اس مذہب کا عالمی تصور مخصوص حدود اربعہ اور محدود جغرافیائی نظریہ سے بہت بلند وبالا ہے۔ اسلام کا آفاقی، دائمی، حتمی، قطعی اور غیر فانی نظام مشرق ومغرب اور شمال وجنوب سب جہات کیلئے یکساں اہمیت کا حامل ہے۔ بقول اقبال ؎

ہر ملک ملک ما است کہ ملک خدائے ما است

اسلام چونکہ ہر اعتبار اور ہر زاویہ سے کامل، اکمل، اور مکمل مذہب ہے اس لیے یہ دیگر مذاہب کی طرح بعض امور زندگی میں اپنے اور بعض شعبہ ہائے زندگی میں دوسرے مذاہب کی دریوزہ گری کا نہ صرف یہ کہ سخت مخالف ہے بلکہ اس طریقہ کار کو برداشت کرنے کے لئے ہرگز، ہرگز تیار نہیں ہے۔ اسلام اپنے حاملین اور نام لیواؤں کی تمام نظام ہائے زندگی میں فطرت سے ہم آہنگ اور نہایت صحیح ودرست رہنمائی فرماتا ہے۔

وہ نظام نظام حکومت ہو یا نظام سیاست، نظام انتظام ریاست ہو یا نظام تجارت، نظام معیشت ہو یا نظام معاشرت وہ نظام داخلی امور کا ہو یا خارجی کا، وہ نظام تہذیب وتمدن ہو یا نظام تعلیم وتربیت غرضیکہ اسلام ہر شعبہ میں جزوی وکلی ہر دو طرح سے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ احکام شرعیہ کی روشنی میں اپنے ماننے والوں کی بھرپور ناخدائی کرتا ہے۔

محترم مسلمان بھائیو! یہ حقیقت اظہر من الشمس اور ابین من الامس ہے کہ اسلام زندگی کے جملہ مسائل میں اپنا ذاتی نظریہ اور ذاتی نظام رکھتا ہے لیکن اس کے باوجود اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنیوالے ہمارے ملک پاکستان میں انگریزوں کا "انگریزی نظام تعلیم "مروج ہے۔ قوم کے ستر فیصد طلباء اسی نظام تعلیم کے تحت چلنے والے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بزعم خویش تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ جو کہ اس طرز تعلیم کے نتیجے کے طور پر اسلام سے نہایت دور اور عیسائیت کے نہایت قریب ہوتے چلے جاتے ہیں۔

بلکہ ان اداروں سے فارغ ہو کر لندن کی "آکسفورڈ" جیسی اسلام دشمن یونیورسٹیوں میں پڑھنے والے حضرات تو اپنے دین وایمان سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

قلبی بصیرت رکھنے والا ہر انسان یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ موجودہ سکولوں، کالجوں میں پڑھنے والے بچے اسلام سے حقیقت پسندانہ لگاؤ نہیں رکھتے۔ دین سے عملاً دور ہو جاتے ہیں۔ غلبہ اسلام اور اصلاح معاشرہ کیلئے کوشش کرنا تو درکنار انہیں خود اسلام کی صحیح سمجھ بوجھ نہیں ہوتی۔ یہاں تعلیم پانے والے لڑکے اسقدر شوخ دل اور دریدہ دہن ہو جاتے ہیں کہ یورپ اور اہل یورپ کی تو ہر جھوٹی اور سچی خبر پر آنکھیں بند کر کے ایمان لے آتے ہیں لیکن آئمہ اسلام اور بزرگان دین کی عظمتوں کے منکر اور مذہب سے بیزار ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ ایک انگریز ڈاکٹر ہنٹر لکھتا ہے۔

"ہمارے انگریزی سکولوں سے کوئی نوجوان وہ ہندو ہو یا مسلمان ایسا نہیں نکلتا جو اپنے آباءواجداد کے مذہب سے انکار کرنا نا جانتا ہو" (ہمارے ہندوستانی مسلمان ص ۲۰۲)

اور موجودہ تعلیمی نظام کا بانی لارڈ میکالے کہتا ہے۔

"ہمیں اپنے انگریزی سکولوں میں ایک ایسی جماعت (یعنی پروفیسروں اور لیکچراروں وغیرہ کی بنانی چاہیئے جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو اور یہ جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے ہندوستانی ہو اور مذاق، رائے، الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریزی ہو۔" (تاریخ التعلیم از میجر باسو ص ۸۷)

اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو اس خطرناک حد تک "سازشانی انگریزی نظام تعلیم" سے محفوظ رکھے کیونکہ تعلیم اشخاص کے ذہنوں کو بھی بدل دیتی ہے اور مذاہب اور ادیانوں کو بھی بدل دیتی ہے۔ بقول اکبر

دل بدل جاتے ہیں تعلیم بدل جانے سے

ملت اسلامیہ کا ادنیٰ خادم

محمد سرور حسین قادری رضوی

حکیم الامت، مغرب شناس

علامہ

محمد اقبال

اور

موجودہ نظام تعلیم و تہذیب

اے زکار عصر حاضر بے خبر!
چرب دستی ہائے یورپ را نگر

(علامہ محمد اقبال)

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اور یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف

☆☆☆

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی ڈھونڈلی قوم نے فلاح کی راہ
روشِ مغربی ہے پیش نظر۔ وضع مشرق کو جانتے ہیں گناہ
یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین پردہ اُٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

☆☆☆

فرنگ سے بہت آگے ہے "منزل مومن" قدم اٹھا یہ مقام انتہائے راہ نہیں

☆☆☆

گرچہ مکتب کا جواں "زندہ" نظر آتا ہے مردہ ہے! مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس

☆☆☆

مجھکو ڈر ہے کہ ہے طفلانہ طبیعت تیری اور عیار ہیں یورپ کے "شکر پارہ فروش"

☆☆☆

وہ علم نہیں "زہر" ہے احرار کے حق میں جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کف جو

☆☆☆

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

☆☆☆

آنکھ جو دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں محوِ حیرت ہوں کہ دُنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

☆☆☆

کیا تماشا ہے کہ ناقہ سوارن عرب ! پیروی کرتے ہیں یورپ کے حُدی خوانوں کی

جب پیر فلک نے ورق ایام کا الٹا آئی یہ صدا پاؤ گے تعلیم سے اعزاز
آیا ہے مگر اس سے عقیدوں میں تزلزل ۔ دنیا تو ملی طائر دیں کر گیا پرواز

☆☆☆

یہ بتان عصر حاضر جو بنے ہیں مدرسے میں نہ ادائے کافرانہ نہ تراش آزرانہ

☆☆☆

تہذیب کا کمال شرافت کا ہے زوال غارت گری جہاں میں ہے "اقوام کی معاش"

☆☆☆

اے میرے فقر غیور! فیصلہ تیرا ہے کیا؟ خلعت انگریز؟ یا پیراہن چاک چاک ؟

☆☆☆

یہ مدرسہ ، یہ جواں، یہ سرور و رعنائی انہیں کے دم سے ہے میخانہء فرنگ آباد

☆☆☆

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی

جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائید ہوگا

دیار مغرب کے رہنے والو! خدا کی بستی دُکاں نہیں ہے

کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو اب وہ زرِ کم عیار ہوگا

نکل کر صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو "اُلٹ" دیا تھا

سنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا

☆☆☆

یہ زائران حریم مغرب ہزار راہبر بنیں ہمارے
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے ناآشنا رہے ہیں

☆☆☆

شکایت ہے مجھے یارب خداوندان مکتب سے
سبق شاہین بچوں کو دیتے ہیں خاک بازی کا

☆☆☆

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے میرا
کہاں سے آئے صدا لاالٰہ اِلا اللہ

☆☆☆

یہ علم یہ حکمت یہ سیاست یہ تجارت
جو کچھ ہے وہ ہے فکرِ ملوکانہ کی ایجاد

☆☆☆

دیں ہاتھ سے دیکر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارا

☆☆☆

تو بھی ہے شیوہ ارباب ریا میں کامل
دل میں "لندن" کی ہوس لب پہ تیرے "ذکر حجاز"

☆☆☆

خوش تو ہم بھی ہیں جوانوں کی "ترقی" سے مگر
لب خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ
ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا "الحاد" بھی ساتھ

لے گئے تثلیث کے فرزند "میراثِ خلیل"   خشتِ بنیادِ کلیسا بن گئی "خاکِ حجاز"

☆☆☆

ہو تیری خاک کے ہر ذرے سے تعمیر حرم   دل کو بیگانۂ اندازِ کلیسائی کر

☆☆☆

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں   "نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے"

☆☆☆

اِک لردِ فرنگی نے کہا اپنے پسر سے   منزل وہ طلب کر کہ تیری آنکھ نہ ہو سیر
سینے میں رہے رازِ ملوکانہ تو بہتر   کرتے نہیں محکوم کو تیغوں سے کبھی زیر
"تعلیم کے تیزاب" میں ڈال اسکی خودی کو   ہو جائے ملائم تو "جدھر چاہے اسے پھیر"
تاثیر میں اکسیر سے بڑھ کر ہے یہ تیزاب   سونے کا ہمالہ ہو تو مٹی کا ہے اِک ڈھیر

☆☆☆

وضع میں ہو تم نصاریٰ تو تمدن میں ہنود   یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کہ شرمائیں یہود

☆☆☆

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا   روحِ محمد اس کے بدن سے نکال دو
فکرِ عرب کو دے کر فرنگی تخیلات   اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

☆☆☆

تہذیبِ فرنگی ہے اگر مرگِ اُمومت   ہے حضرتِ سلطان کیلئے اس کا ثمر موت
جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازاں   کہتے ہیں اس علم کو اربابِ نظر موت

☆☆☆

تیرا وجود سراپا تجلّیِ افرنگ   کہ تو وہاں کے عمارت گروں کی ہے تعمیر
مگر یہ پیکرِ خاکی خودی سے ہے خالی   فقط نیام ہے تو زرنگار و بے شمشیر

☆☆☆

لبالب شیشۂ تہذیب حاضر ہے مے لا سے　　مگر ساقی کے ہاتھوں میں نہیں پیمانہ الا!

دبا رکھا ہے اس کو زخمہ ور کی تیز دستی نے　　بہت نیچے سُروں میں ہے ابھی یورپ کا واویلا

☆☆☆

ناپاک جسے کہتی ہے مشرق کی شریعت　　مغرب کی فقیہوں کا یہ فتویٰ ہے کہ ہے پاک

☆☆☆

ضمیر پاک و نگاہ بلند و مستیٔ شوق　　نہ مال و دولت قاروں، نہ فکر افلاطوں!

علاج آتش رومی کے سوز میں ہے ترا!　　تری خرد پہ ہے غالب فرنگیوں کا فسوں!

☆☆☆

گرچہ ہے دلکشا بہت حُسنِ فرنگ کی بہار　　طائرک بلند بال دانہ و دام سے گزر!

کوہ شگاف تیری ضرب تجھ سے کشاد شرق و غرب　　تیغ ہلال کی طرح عیش نیام سے گزر!

☆☆☆

مجھے تہذیب حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی　　کہ ظاہر میں تو آزادی ہے باطن میں گرفتاری!

تو اے مولائے یثرب آپ میری چارہ سازی کر　　مری دانش ہے افرنگی، مرا ایماں ہے زناری

☆☆☆

نگاہ عشق دل زندہ کی تلاش میں ہے!　　شکار مُردہ سزاوار شاہباز نہیں

سوال مے نہ کروں ساقی فرنگ سے میں　　کہ یہ طریقہ رندان پاکباز نہیں!

☆☆☆

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ دانشِ فرنگ　　سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

☆☆☆

بُرا نہ مان، ذرا آزما کے دیکھ اسے!　　فرنگ دل کی خرابی، خرد کی معموری

☆☆☆

وہی بت فروشی، وہی بت گری ہے　　سینما ہے یا صنعت آزری ہے؟
وہ صنعت نہ تھی، شیوہ کافری تھا　　یہ صنعت نہیں، شیوہ ساحری ہے
وہ مذہب تھا اقوامِ عہدِ کہن کا　　یہ تہذیبِ حاضر کی سوداگری ہے
وہ دنیا کی مٹی، یہ دوزخ کی مٹی　　وہ بتخانہ خاکی، یہ خاکستری ہے

☆☆☆

تاک میں بیٹھے ہیں "یہودی سود خوار"　　جن کی "روباہی" کے آگے ہیچ ہے زورِ پلنگ
خود بخود گرنے کو ہے پکے ہوئے پھل کی طرح　　دیکھیے پڑتا ہے آخر کس کی جھولی میں فرنگ

☆☆☆

زہراب ہے اس قوم کے حق میں مے افرنگ　　جس قوم کے بچے نہیں "خوددار و ہنر مند"

☆☆☆

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر　　تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

☆☆☆

یہ بت کہ تراشیدہ تہذیب نوی ہے!　　غارت گر کاشانہ دین نبوی ہے!
بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے!　　اسلام ترا دیس ہے، تو مصطفوی ہے!
نظارہ دیرینہ زمانے کو دکھا دے!　　اے مصطفوی! خاک میں اس بت کو ملا دے!

☆☆☆

سُن اے تہذیب حاضر کے گرفتار!　　غلامی سے بتر ہے بے یقینی!

☆☆☆

عرب کے سوز میں سازِ عجم ہے　　حرم کا راز توحید اُمم ہے
تہی وحدت سے ہے اندیشہ غرب　　کہ تہذیب فرنگی بے حرم ہے

☆☆☆

انجا میں مدرسہ وخانقاہ سے غمناک نہ زندگی، نہ محبت، نہ معرفت، نہ نگاہ!

☆☆☆

نہ کر افرنگ کا اندازہ اس کی تابناکی سے کہ بجلی کے چراغوں سے ہے اس کے جوہر کی براقی!

☆☆☆

جسے کساد سمجھتے ہیں تاجران فرنگ وہ شے متاعِ ہنر کے سوا کچھ اور نہیں!

☆☆☆

یہی زمانہ حاضر کی کائنات ہے کیا! دماغ روشن ودل تیرہ ونگہ بیباک

☆☆☆

نئی تہذیب تکلف کے سوا کچھ بھی نہیں چہرہ روشن ہو تو کیا حاجتِ گلگونہ فروش

☆☆☆

یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبر، یہ حکومت! پیتے ہیں لہو، دیتے ہیں تعلیم مساوات

☆☆☆

ترے صوفے ہیں افرنگی ترے قالیں ہیں ایرانی لہو مجھ کو رلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی!

☆☆☆

مجھی عشق کی آگ اندھیر ہے مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

☆☆☆

چشم بینا سے جاری ہے جوئے خوں علم حاضر سے ہے دیں زارو زبوں

آہ! مکتب کا جوانِ گرم خوں! ساحرِ افرنگ کا صیدِ زبوں

☆☆☆

اٹھا نہ شیشہ گرانِ فرنگ کے احساں! سفالِ ہند سے مینا وجام پیدا کر!

☆☆☆

سیّد

اکبر الٰہ آبادی

اور

موجودہ نظام تعلیم و تہذیب

شیوہ تہذیب نو "آدم دری" است
پردہ آدم دری "سوداگری" است
تا تہ و بالا نہ گردد ایں نظام
"دانش و تہذیب و دیں سودائے خام"

(علامہ محمد اقبال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"مغربی تعلیم" سے دل ایشیا کا ہے ملول   کر دیا خلقت کو اس نے بے تمیز و بے اصول

☆☆☆

علوم اُن کے، زبان انکی، پریس انکے، لغات انکی

ہماری زندگی کے سارے اجزاء پر ہیں ہاتھ اُنکے

☆☆☆

قرآن کو سمجھ لیں گے ایف۔اے پاس تو ہو لیں

"والناس" بھی پڑھ لیں گے ذرا "خناس" تو ہو لیں

☆☆☆

چھوڑ امریکہ کی سیر نہ جا "ہانگ کانگ" تو   جو مانگنا ہے تجھ کو خدا ہی سے مانگ تو

☆☆☆

ہند مسکن میرا اور "مغربی قانون" ہے   رشتہ ہے زنار سے اور "پابندیء پتلون" ہے

☆☆☆

بنگلوں سے نماز اور وظیفہ رخصت   کالج سے "امام ابو حنیفہ" رخصت

☆☆☆

بھول جائیں گی ترقی خواہیاں لاحول تک   آپ کو "تہذیب" بیچے گی بول و براز تک

☆☆☆

گزران کا ہو کب عالم اللہ اکبر میں   پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

☆☆☆

کیا بتاؤں احباب کیا کار نمایاں کر گئے　　　بی۔اے کیا، نوکر ہوئے، پنشن ملی، اور مر گئے

☆☆☆

نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا　　　دین ہوتا ہے "بزرگوں" کی نظر سے پیدا

☆☆☆

"علوم دنیوی" کے بحر میں غوطے لگانے سے

زباں گو صاف ہو جاتی ہے، دل طاہر نہیں ہوتا

☆☆☆

جس روشنی میں لوٹ ہی کی آپکو سوجھے　　　تہذیب کی میں اُس کو تجلی نہ کہوں گا

لاکھوں کو مٹا کر جو ہزاروں کو ابھارے　　　اس کو تو میں "دنیا کی ترقی" نہ کہوں گا

☆☆☆

"نئی تعلیم" کو کیا واسطہ "آدمیت" سے　　　جناب "ڈارون" کو حضرت آدم سے کیا مطلب؟

☆☆☆

مغربی رنگ وروش پر کیوں نہ آئیں اب قلوب

"قوم اُن کے ہاتھ میں، تعلیم اُن کے ہاتھ میں"

☆☆☆

"مذہب" کبھی "سائنس" کو سجدہ نہ کرے گا　　　انسان اُڑیں بھی تو خدا ہو نہیں سکتے

☆☆☆

ایمان بکنے پہ ہیں اب سب تلے ہوئے　　　لیکن خرید ہو جو "علی گڑھ" کے بھاؤ سے

☆☆☆

شیخ مرحوم کا قول اب مجھے یاد آتا ہے　　　دل بدل جاتے ہیں تعلیم بدل جانے سے

☆☆☆

اسلام ہی کو بس اپنی "ملت" سمجھو — بیگانہ روش میں اپنی "ذلت" سمجھو

☆☆☆

مذہب کی کہوں تو "دل لگی" میں اُڑ جائے — مطلب کی کہوں تو "پالسی" میں اُڑ جائے
باقی سر قوم میں ابھی ہے کچھ ہوش — غالب ہے کہ یہ بھی اس "صدی" میں اُڑ جائے

☆☆☆

ہمشیں کہتا ہے کچھ پروا نہیں "مذہب" گیا — میں یہ کہتا ہوں کہ بھائی یہ گیا تو سب گیا
ہم یہی کہتے ہیں صاحب "سوچ سمجھ لو انجام کار" — دوسرا ابھر کیا ٹھکانہ ہے اگر "مذہب" گیا

☆☆☆

بے شک "نئی روشنی" سے بہتر کہیں — انسان کیلئے "کرسچن" ہو جانا

☆☆☆

میں نے اکبر سے کہا آیئے حجرے میں مرے
اس چٹائی پہ "نمازیں" "پڑھیں" "حسب دستور"
چھوڑیئے آپ یہ "ہنگامہ تعلیم جدید"
کاٹ ہی دے گا کسی طرح "خداوند غفور"
بولا جھنجھلا کے کہ ہے سہل "جہنم" مجھ پر
اسکی نسبت کہ میں کالج میں ہوں "احمق مشہور"

☆☆☆

نہ نماز ہے نہ روزہ نہ زکوٰۃ ہے نہ حج
تو خوشی پھر اسکی کیا ہے کوئی "ڈپٹی" کوئی "جج" ہے

☆☆☆

"ڈارون صاحب" حقیقت سے نہایت دور تھے
میں نہ مانوں گا کہ مورث آپکے "لنگور" تھے

☆☆☆

مذہب کا نام لیجئے عامل نہ ہو جئے — جو متفق نہ ہو اسے "بدنام" کیجئے
طرزِ قدیم پر جو نظر آئیں مولوی — پبلک میں ان کو "موردِ الزام" کیجئے
جو چاہئے وہ کیجئے بس یہ ضرور ہے — ہر انجمن میں "دعوائے اسلام" کیجئے

☆☆☆

ہند میں ہوں مرا انور نظر "لندن" میں ہے — سینہ پر غم ہے یاں لختِ جگر "لندن" میں ہے
"دفترِ تدبیر" تو کھولا ہے ہند میں — فیصلہ قسمت کا اے اکبر! مگر "لندن" میں ہے

☆☆☆

"طفلِ دل" محو طلسمِ رنگ کالج ہو گیا — ذہن کو "تپ" آگئی مذہب کو "فالج" ہو گیا

☆☆☆

سعادت روح کی کس بات میں ہے آپ کیا جانیں؟
کہ "کالج" میں کوئی اس علم کا ماہر نہیں ہوتا

☆☆☆

قوم کی "تاریخ" سے جو بے خبر ہو جائیگا — رفتہ رفتہ آدمیت کھو کر "خر" ہو جائیگا

☆☆☆

"نیچریت" چیست از دین گم شدن — "نے قمیص وکوٹ وپتلون و بٹن"

☆☆☆

ناصح نے کہا جلد مذہب چھوڑو — ورنہ "سائنس" پیس ڈالے گا تمہیں
مذہب نے کہا کہ مجھکو چھوڑو گے تو وہ — کیا "گود میں ایک طرف" اٹھالے گا تمہیں

☆☆☆

مسلمانوں نے کالج کی بُری کیا راہ پکڑی ہے
وہی تو اِک ٹھکانہ ہے وہی "اندھے کی لکڑی" ہے

☆☆☆

باغوں میں تو، بہار درختوں کی دیکھ لی
کالج میں آ کے "کانووکیشن" کو دیکھنے
لیموئے کاغذی تو بہت دیکھے آپ نے
اب کاغذی "ترقی نیشن" کو دیکھئے

☆☆☆

مسجد کا ہے خیال نہ پروائے چرچ ہے
جو کچھ ہے اب تو "کالج و ٹیچر" میں خرچ ہے

☆☆☆

دکھائی فلسفہء مغربی نے وہ مردی
کہ پردہ کھل گیا اس قوم میں "زنانوں" کا
وہ حافظہ جو مناسب تھا "ایشیا" کیلئے
خزانہ بن گیا "یورپ کی داستانوں" کا

☆☆☆

یورپ والے جو چاہیں دل میں بھر دیں
جس کے سر پہ جو چاہیں تہمت دھر دیں
بچتے رہو ان کی تیزیوں سے اکبر
تم کیا ہو؟ "خدا کے تین ٹکڑے کر دیں"

☆☆☆

"پردہ" اٹھا ہے ترقی کے یہ سامان تو ہیں
"حوریں" کالج میں پہنچ جائنگی "غلمان" تو ہیں
کٹ گئی ناک "حرم" میں تو نہیں کچھ پروا
"تھینک یو" دہر میں سننے کیلئے "کان" تو ہیں
ان سے ملنے میں ہے "ایمان" کا نقصان اکبر
"خیر جو کچھ ہو" نکلتے میرے "ارمان" تو ہیں

☆☆☆

ہم ایسی کل کتابیں قابل ضبطی سمجھتے ہیں
کہ جن کو پڑھ کر لڑکے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

☆☆☆

اکبر مجھے شک نہیں تیری تیزی میں — اور تیرے بیان کی دل آویزی میں
شیطان "عربی" سے ہے ہند میں "بے خوف" — "لاحول" کا ترجمہ کر "انگریزی" میں

☆☆☆

شوقِ لیلائے سول سروس نے مجھ مجنوں کو — اتنا دوڑایا لنگوٹی کر دیا "پتلون" کو
"جامۂ ہستی" کے ٹکڑے اڑ رہے ہیں "نزع" میں — پھینکئے اب "کوٹ" تہ کیجئے "پتلون" کو

☆☆☆

واسطہ کم ہو گیا اسلام کے "قانون" سے — دب گئی آخر مسلمانی مری "پتلون" سے

☆☆☆

اس اکھاڑے میں اڑنگے دیکھ کر قانون کے — شیخ نے "تہمد سے ہجرت کی طرف پتلون کے"

☆☆☆

مار و کژدم رہ گئے کیڑے مکوڑے رہ گئے — صورتیں تو ہیں مگر "انساں" تھوڑے رہ گئے
خضر عنقا ہو گئے موذی بنے ہیں سدِ رہ — گر گئے سنگِ نشاں سڑکوں پہ "روڑے" رہ گئے
"پرودر" کی رائے سن کر بیبیاں کہنے لگیں — اب ہمارے وارث ایسے ہی "نگوڑے" رہ گئے

شیخ صاحب چل بسے کالج کے لوگ ابھرے ہیں اب
اونٹ رخصت ہو گئے "پولو کے گھوڑے" رہ گئے

☆☆☆

ہم تو کالج کی طرف جاتے ہیں اے مولویو! — کس کو سونپیں تمہیں "اللہ نگہبان رہے"

☆☆☆

"علیگڑھ" کو شرف بخشا ہے اقبال نصارٰی نے — کہ جو مسلم اٹھا "شوقِ ترقی" میں یہیں آیا

☆☆☆

ترقی مستقل وہ ہے جو "روحانی" ہو اے اکبر! — اڑا جو "ذرہ عنصر" پھر سوئے زمیں آیا

☆☆☆

ہم تو یہ جانتے ہیں "انساں" سے "بندر" اے حضور!
آپ اچھے ہیں کہ "بندر" سے "انسان" بن گئے

☆☆☆

ناچ ہے مغرب کا "بزم دہر" میں　　جھومتے ہیں "مشرقی" بیٹھے ہوئے

☆☆☆

صبر، خودداری، دلیری، حق پرستی، اب کہاں؟
رکھ لیا اچھا سا اک نام اور "مسلماں" ہو گئے

☆☆☆

نہیں ہے "سائنس" واقف کارِ دیں سے　　خدا باہر ہے "حدودِ بیں" سے
مشینوں نے کیا نیکوں کو رخصت　　کبوتر اُڑ گئے انجن کی "پیں" سے
بساطِ حلقہ میونسپل دیکھ　　تجھے کام کیا ہے "جاپان و چیں" سے

☆☆☆

"نئی تہذیب" میں دقت زیادہ تو نہیں ہوتی　　مذاہب رہتے ہیں قائم فقط "ایمان" جاتا ہے

☆☆☆

پڑھ کے انگریزی میں "دانا" ہو گیا　　کم کا مطلب ہی "کمانا" ہو گیا

☆☆☆

"عہد انگلش" میں ہر چیز کے اندر "نمبر"　　کیا تعجب ہے جو نکلا ہے "پیمبر نمبر"

☆☆☆

بے پاس کے تو "ساس" کی بھی اب نہیں "آس"　　موقوف شادیاں بھی ہیں اب "امتحان" پر

☆☆☆

"مشرق" سے تجھے اگر ہوئی ہے نفرت　　للہ اکبر! "نمازِ مغرب" تو نہ چھوڑ

☆☆☆

عقل سپرد "ماسٹر" مال سپرد "آنجناب" جاں سپرد "ڈاکٹر" روح سپرد "ڈاروِن"

☆☆☆

آپ منگلوں میں ہیں مسرور تو پھر ہم کو کیا؟ آپ "مسجد" سے ہوئے دور تو پھر ہم کو کیا؟
آپ "عہدوں" پہ ہیں مغرور تو پھر ہم کو کیا؟ "جاہ" آپکو منظور تو پھر ہم کو کیا؟

☆☆☆

ہمیں ابھریں گے کبھی گو ابھی پستی میں ہیں آپ "دھبوں" کی طرح دامن ہستی میں ہیں

☆☆☆

"مشرق" "غربی جھپیٹ" میں ہے دِل سینے میں تھا سو پیٹ میں ہے
کیوں اسکو ہے "مولوی پر ترجیح" کیابات "گریجوایٹ" میں ہے

☆☆☆

حکام پہ ہم کے گولے ہیں اور مولویوں پر "گالی" ہے
"کالج" نے یہ کیسے سانچوں میں "لڑکوں کی طبیعت" ڈھالی ہے

☆☆☆

نہیں کچھ اس کی پرسش "الفتِ اللہ" کتنی ہے؟ یہی سب پوچھتے ہیں آپ کی "تنخواہ" کتنی ہے؟

☆☆☆

"دین کی اُلفت" دلوں سے انکے یونہی گرمٹی مسلم اٹھ جائیں گے رہ جائے گی "یونیورسٹی"

☆☆☆

مسجدیں "سنسان" ہیں اور "کالجوں" کی دھوم ہے مسئلہ "قومی ترقی" کا مجھے معلوم ہے

☆☆☆

روح کا پہچاننا سب سے بڑا "سائنس" ہے اس لئے "ہادی دیں" مطلوب جن وانس ہے

☆☆☆

بانی طرز نو کے طریقوں کے مُتبع خُلقِ ہو نہ چھوڑیں گے "اولاد کیلئے"
البتہ اُن ہماؤں سے جن کیلئے ہے سعی کچھ "جال" چھوڑ جائیں گے "صیاد" کیلئے

نئی نئی لگ رہی ہیں "آنچیں" یہ قوم ہے کس پگھل رہی ہے
نہ شرقی ہے نہ مغربی ہے عجیب سانچے میں ڈھل رہی ہے

☆☆☆

ہیش کا بھی "ذوق" دینداری کی شہرت کا بھی "شوق"
آپ "میوزک حال" میں قرآن گایا کیجئے

☆☆☆

رکھتا نہیں نماز سے تو اپنے دل کو گرم — اے مدعیٔ دینِ خدا! "شرم، شرم، شرم"

☆☆☆

کیا یہ ہوں، کیا کریں گی علم پڑھ کر بیبیاں — بیبیاں شوہر بنیں گی شوہر بیبیاں

☆☆☆

میں بھی گریجویٹ ہوں تو بھی گریجویٹ — علمی مباحثے ہوں ذرا پاس آکے لیٹ
دونوں نے پاس کر لیئے ہیں سخت امتحان — ممکن نہیں کہ اب ہو کوئی ہم سے بدگماں
بولی یہ سچ ہے علم بڑھا جہل گھٹ گیا — لیکن یہ کیا خبر ہے کہ شیطان ہٹ گیا

☆☆☆

مشرقی گھر کی محبت کا مزا بھول گئے — کھا کے لندن کی ہوا عہد وفا بھول گئے
پہنچے ہوٹل میں تو پھر عید کی پروا نہ رہی — کیک کو چکھ کے سویّوں کا مزا بھول گئے
بھولے ماں باپ کو اغیار کے چرچوں میں وہاں — سایۂ کفر پڑا نورِ خدا بھول گئے
موم کی پتلیوں پر ایسی طبیعت پگھلی — چمنِ ہند کی پریوں کی ادا بھول گئے
نقل مغرب ترنگ آئی تمہارے دل میں — اور یہ نکتہ میری اصل ہے کیا؟ بھول گئے
مغربی تہذیب میں کسی کو میں سمجھوں مستند — اس "تماشا گاہ" میں جو ہے "صاحبزادہ" ہے

☆☆☆

بے پردہ مجھکو آئیں نظر چند بیبیاں — اکبر زمیں میں "غیرت قومی" سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ کدھر گیا؟ — کہنے لگیں کہ "عقل پہ مردوں" کے پڑ گیا

"لیڈر" کو دیکھتا ہوں تصوف پہ معترض "کالج کے کیڑے" پڑ گئے دلقِ فقیر میں

☆☆☆

بدن میں "روح" آجاتی ہے جب بے گوری رنگت کے
تو "بے انگلش" پڑھے روزی بھی مل سکتی ہے "نیٹو" کو

☆☆☆

تیری "تعلیم" جو کچھ ہو ہمارا تو سبق یہ ہے یہ سب فانی "خدا باقی" "خودی پیچھے" "خدا پہلے"

☆☆☆

ولولے لے کے نکلنے لگے "کالج کے جواں" شرمِ مشرق کے عدو، شیوہ مغرب کے شہیا

☆☆☆

نئے انداز عبادت ہیں نئی صورت عیش رمضان "ساعتِ کرکٹ" ہے تھیٹر میں ہے "عید"

☆☆☆

اپنی ہی یہ خطا ہے ہم نے تو خوب جانچا
لڑکے ڈھلے ہیں ویسے، جیسا ہنا تھا سانچہ

☆☆☆

نہ مسجد میں نظر آتے نہ رہتے ہیں محلوں میں
"ترقی" پا کے بس مل جاتے ہیں "برگڈ کے گلوں" میں
یہی یورش رہی "آزادی و تقلید" بیجا کی تو غائب قوم کی تمکین ہے دو چار "ہلوں" میں

☆☆☆

کیا گزری جو اک "پردے کے عدو" زور دے کے "پولس" سے کہتے تھے
عزت بھی گئی ، دولت بھی گئی، بی بی بھی گئی ، زیور بھی گیا

☆☆☆

مگر بہت "ترقیِ دختر" کی تھی انہیں "پردہ" اٹھا دیا تو وہ آخر "نکل گئی"

☆☆☆

"پروفیسروں" سے ہمیں کچھ نہیں حاصل اکبر دلِ عاشق میں سماتی نہیں سکول کی بات

☆☆☆

"تعلیمِ دختراں" سے یہ اُمید ہے ضرور کہ ناچے خوشی سے دُلہن خود اپنی "برات" میں

☆☆☆

"کورس" تو لفظ ہی سکھاتے ہیں آدمی، آدمی بناتے ہیں

☆☆☆

کہاں، جہنم و جنت ؟ کہاں عذاب و ثواب ؟
دِل اب تو رہتے ہیں "کالج" کے "فیل و پاس" کیساتھ

☆☆☆

توپ کھسکی "پروفیسر" پہنچے جب "بسولہ" ہٹا تو "رندا" ہے

☆☆☆

وہ اسکو "محوِ کلیسا" بنا کے چھوڑیں گے اس اونٹ کو "خرِ عیسیٰ" بنا کے چھوڑیں گے

☆☆☆

میرے "صیاد کی تعلیم" کی ہے دھوم گلشن میں یہاں جو آج پھنستا ہے وہ کل "صیاد" ہوتا ہے

☆☆☆

"ڈاروان صاحب" یہ اچھا مسئلہ سمجھا گئے دعوئے مخدومیت میں مست "ہر لنگور" ہے

☆☆☆

شکر ہے "سنّی و شیعہ" کا ارادہ نیک ہے طرزِ طاعت دو سہی "ترکیب کالج" ایک ہے
گھر میں گو یہ فرق ظاہر ہو کہ "حلوہ یا پلاؤ" "خوانِ مغرب" پر مگر دونوں کے آگے "کیک" ہے

حامدہ چمکی نہ تھی "انگلش" سے جب بیگانہ تھی　　اب ہے "شمع انجمن" پہلے "چراغ خانہ" تھی

☆☆☆

شوخیٔ مغرب کے خریدار ہیں بہت　　گاہک مگر خدا ہے "حیا" کی دُکان کا

☆☆☆

سُوئے مسجد اس "نئی تہذیب" کی راہ اب کہاں ؟

"تھینک یو" میں صَرف ہیں، الحمدللہ اب کہاں ؟

☆☆☆

کون کہتا ہے ؟ کہ تعلیم زناں خوب نہیں　　ایک ہی بات فقط کہنا ہے یاں حکمت کو

دو اُسے "شوہر و اطفال" کی خاطر تعلیم　　قوم کے واسطے تعلیم نہ دو "عورت" کو

☆☆☆

کیا بتاؤں کیا کریں گی علم پڑھ کر بیویاں　　"بیویاں" "شوہر" بنیں گی "شوہر" بیویاں

☆☆☆

لباس و اتحاد و دین و غیرت ایک لقمے میں　　"نئی تہذیب" کا یہ پیٹ ہے یارب ! کہ "مٹکا" ہے

☆☆☆

اِک "پیر" نے تہذیب سے لڑکے کو اُبھارا　　اِک "پیر" نے تعلیم سے لڑکی کو سنوارا

"پتلون" میں وہ تن گیا "یہ سایۓ" میں پھیلی　　"پاجامہ" غرض یہ کہ دونوں نے اُتارا

جمعیت دہن و دل سے کچھ کام نہیں　　"قومی سکول ہے، اور سکولی قوم"

☆☆☆

مسلمانوں کا وہ آئین طبع مستقل بدلا　　چُھٹی عربی، گیا قرآن، زباں بدلی تو دل بدلا

☆☆☆

مسلماں تو وہ ہے جو ہے مسلماں "علم باری" میں

کروڑوں یوں تو ہیں لکھے ہوئے "مردم شماری" میں

☆☆☆

"مذہب کی ضرورت" تو غریبوں کیلئے ہے — کافی ہیں امیروں کو "قوانین گورنمنٹ"

☆☆☆

اِن لوگوں کو شوق تم "ترقی" کا دِلا دو — "شیطان" نے ترکیب تنزل یہ نکالی

☆☆☆

مذہب مُرید کُن ہے سائنس میں "اگر" ہے — دو حرف میں ہیں دفتر تجھ کو اگر نظر ہے

☆☆☆

"چار دونی آٹھ ہیں اور فاکس معنی لومڑی" — "کالج و سکول" کی بجتی ہے ہر سو تومڑی

☆☆☆

اب ہیں اچھے "جانور" پہلے بُرے "انسان" تھے — "ماسٹر" کی بحث اگر مانیں نتیجہ ہے یہی

☆☆☆

مغرب کی پالسی کا "عربی میں ترجمہ" ہے — "برگنڈ کے مولوی" کو کیا پوچھتے ہو کیا ہے ؟

☆☆☆

کوئی "ڈارون کا مُرید" ہے کوئی تجربوں کا شہید ہے
وہ خیالِ بزمِ ازل کہاں ؟ وہ سُرورِ یادِ خدا کہاں ؟

مغرب کے نازو رقص کا "سکول" اور ہے — مشرق کی چال ڈھال کا معمول اور ہے

☆☆☆

کٹی عمر ہوٹلوں میں مرے "ہسپتال" جاکر — ہوئے اسقدر "مہذب" کبھی گھر کا منہ نہ دیکھا

☆☆☆

خدا کے فضل سے "میاں، بیوی" دونوں مہذب ہیں
اسے "پردہ" نہیں آتا اِسے "غیرت" نہیں آتی

☆☆☆

شمشیر زن کو اب نئے سانچے میں ڈھالیے　　"شمشیر" کو چھپایئے "زن" کو نکالیے

☆☆☆

بتوں نے کہہ دیا "چل ہٹ" تجھے ہندی نہیں آتی
"مسوں" نے کہہ دیا جا تجھ کو انگریزی نہیں آتی
مگر اکبرؔ مر رہا ہے اب تک ان حسینوں پر
قیامت ہے کہ "بے غیرت" کو شرم اب بھی نہیں آتی

☆☆☆

کہاں کا حلال اور کہاں کا حرام؟　　جو صاحب کھلائے، وہ چٹ کیجئے

☆☆☆

سائنس نے بگاڑ دیا ہے "مزاج غرب"　　اب صرف "زہر حرب" سے ہوگا "علاج غرب"

☆☆☆

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا　　افسوس کہ فرعون کو "کالج" کی نہ سوجھی

☆☆☆

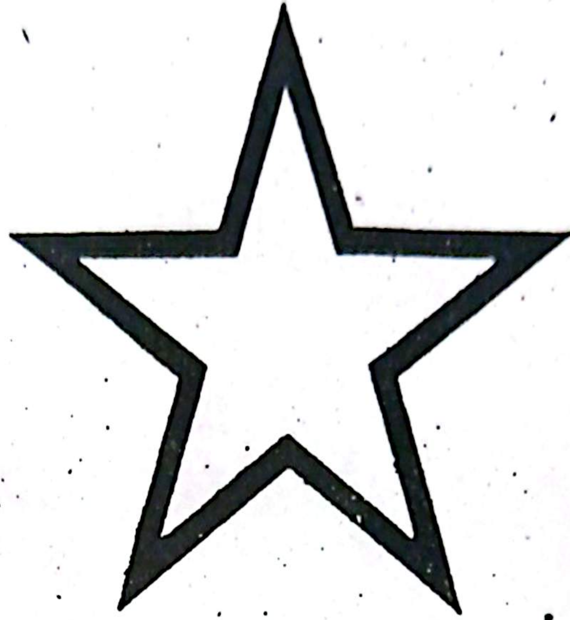
مجھ کو بے دل کر دے ایسا کون ہے؟　　یاد مجھ کو "اَنْتُمُ الْاَعْلَوْن" ہے

ابو النور

مولانا محمد بشیر احمد کوٹلی

اور

موجودہ نظام تعلیم و تہذیب



اے مسلماں! چھوڑ دے افسانہ فرنگی تعلیم
یہ تیری منزل نہیں، یہ تیرا عالم نہیں

﴿محمد سرور قادری﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الاماں تہذیبِ حاضر الاماں! — "آدمیت" کا لگا مٹنے نشاں
آہ! اس تہذیب نے کیا کر دیا؟ — جس کو تاکا اسکو "ننگا" کر دیا
دیکھ کہ انساں کو دوڑے کاٹنے — اور منہ "کتے" کا بیٹھے چاٹنے
دِل جو "کُتّوں" کی طرف مائل نہیں — آپ کا "فیشن" یہ پھر کامل نہیں
کس لیا ٹیڈی کو یوں "پتلون" میں — وہ روانی ہی نہیں اب "خون" میں

☆☆☆

یہ ٹیڈی لڑکیاں، لڑکے بنے پھرتے ہیں جو بانکے
یہ سارے "ٹڈیاں، ٹڈے" ہیں "تہذیبِ عریاں" کے
لباسِ چست میں جکڑے ہوئے، اکڑے ہوئے نکلے
اِدھر چھینک آئی اُدھڑے اُدھر "پتلون کے ٹانکے"

☆☆☆

آ گیا کیسا زمانہ واہیات!!! — ہر طرف ہیں ٹیڈیوں و ٹیڈیات!!!
بچ کے چلیئے! ٹیڈیت کا ہے یہ جال — اس میں "پھنس" کر پھر "نکلنا" ہے محال
عورتوں کے رُخ سے "پردہ" ہٹ گیا — "شرم و غیرت" سے تعلق کٹ گیا
رُخ اگر بیوی کا "بے پردہ" ہوا — تو میاں غیرت سے "بے پروا" ہوا
چھوڑیئے اِن فیشنوں کو چھوڑیئے — "دین و مذہب" کی طرف رُخ موڑیئے

☆☆☆

ہے بس اتنی ہی "ترقی" حضرت انساں کی — "چاند" سے نزدیک ہے لیکن "خدا سے دور ہے"

☆☆☆

ہم مسلماں ہیں "خودار" بنناچاہیئے اس "نئی تہذیب" سے ہر اک کو بچنا چاہیئے
ہم یہ کہتے ہیں کہ ہو "پابندیٔ صوم وصلوٰۃ" وہ یہ کہتے ہیں کہ "پی" کر "رقص" کرنا چاہیئے
دین کہتا ہے کہ کر "عجز و تواضع" اختیار اور "فیشن" کا تقاضا ہے "اکڑنا" چاہیئے
"ذکرِ ڈارون" پر تو اظہار مسرت کیجئے "مولوی" کا نام سُن کر "بگڑنا" چاہیئے
بر سرِ اجلاس اب تو کہہ رہی ہیں عورتیں ایک شوہر کم ہے "کوٹہ" اب یہ بڑھنا چاہیئے
جس جگہ "تہذیبِ نو" کا کچھ اثر آئے نظر! حاجی حق حقّ کے وہاں "اشعار" پڑھنا چاہیئے

☆☆☆

جن ہاتھوں میں اے حق حقّ کبھی تلوار ہوتی تھی
اُن ہاتھوں میں اب "کنگھی، آئینہ یا پھر گیند بلا" ہے

☆☆☆

آجکل ایسی "ترقی" ہوگئی !!! مُرغ کی ہمدوش مرغی ہوگئی
اس سے انڈوں کی توقع اب کہاں؟ مرغ کی مانند دیتی ہے اذاں
ہیں یہ پوڈر کی کرشمہ سازیاں "دادیاں" بھی بن کر نکلیں "پوتیاں"
رُخ تو پوڈر سے ہے چمکا، ٹھیک ہے دِل مگر تاریک کا تاریک ہے
"ابلق فیشن" پہ ایسا چڑھ گئے "آدمیت" کی بھی حد سے بڑھ گئے
کم نظر آئی ہے اب "انسانیت" چار سو آئی نظر "عریانیت"
"مولوی" کا ہے فقط اتنا قصور "بے حیائی" سے وہ کیوں رکھتا ہے دور

☆☆☆

اے مسلماں! ہوش کر، اُٹھ اور سنبھل! دلدلِ فیشن سے اب للہ نکل !
"ظلم" کو نیچا دِکھانے کیلیئے اور گرتوں کو اٹھانے کیلیئے
نام ملت کے ہے حق حقّ کا پیام انتقام و انتقام و انتقام !!!
الٰہی! نیچریت ہے کہ کوئی بالخوارہ ہے سر مو بھی نہ رکھا جس نے داڑھی کا پتا باقی

مریدوں پر جو پھیرا دستِ شفقت "پیر نیچر" نے
نہ رکھا "دونوں گالوں" پر پتا بھی بال کا باقی

☆☆☆

اُدھر وائف رہی شب بھر کلب میں
اِدھر صاحب رہے گھر میں اکیلے
وہی لڑکی مہذب آجکل ہے
جو دیکھے کھیل اور پولو بھی کھیلے

☆☆☆

ڈینجرس ہی ڈینجرس ہیں عضو بسب
سُرخ تلوے، سُرخ ناخن، سُرخ لب!
ہو نہ ہو سینے پرونے کی تمیز
ناچنے گانے کا ہو لڑکی کو ڈھب

☆☆☆

جکڑ کر رکھ دیا پتلون نے جھکنے نہیں دیتی
اٹھالے جائے کوئی بھی گرے بٹوہ جو ٹیڈی کا
جلال ورعب مردانہ "نئی تہذیب" پر قربان
گماں ہونے لگا ہے دیکھ کے لڑکے پہ لڑکی کا

☆☆☆

ہیں زمانے کی عجب نیر نگیاں
تھیں جو "مستورات" اب ہیں "ننگیاں"
دی اجازت ماڈرن اسلام نے
بیوی آسکتی ہے سب کے سامنے

☆☆☆

جن کو تلوار سے محبت تھی اب وہ "ریزر" سے پیار کرتے ہیں
ریزر اپنا ہے اور منہ بھی اپنا ہے کب وہ دشمن پہ "وار" کرتے ہیں

☆☆☆

اس زمانے میں نیا ہر طور ہے
حُسن کا معیار بھی اب اور ہے
حُسن بنتا تھا پہلے خون سے
آجکل بنتا ہے وہ "پتلون" سے
ہے بیوی ایک لیکن شوہر چارپائے ہیں
یہ انسان ہیں نئی تہذیب کے یا "چارپائے" ہیں

☆☆☆

لگا یاد خدا میں دل ترانہ — مگر یاد ہے تجھ کو فلمی ترانہ
نئی تہذیب کی گاڑی کو دیکھا — نظر آیا ہر اک ڈبہ "زنانہ"

☆☆☆

پھلی پھولی ہے کچھ ایسی فضائے بے حجابی میں — بڑی مشکل سے لڑکی اپنے جامے میں سماتی ہے
کچھ ایسا آکے چمٹا ہے اسے عفریت فیشن کا — کہ لڑکی اپنے کپڑوں سے بھی باہر ہوتی جاتی ہے

☆☆☆

خدا تہذیب مغرب سے بچائے مرد مؤمن کو — اٹھادی ہے تمیز اب نے "حلال اور حرامی" کی

☆☆☆

الاماں تہذیب حاضر الاماں — لڑکیاں لڑکے ہیں، لڑکے لڑکیاں

☆☆☆

دیکھ بے شک مناظر عریاں — رنڈیوں کے تو جاکے گانے سُن
ہے یہ ارشاد سرور عالم — بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

☆☆☆

لائے جو "عریانی و فحاشی و رقص و سرود" — کیوں نہ اُس تہذیب کا نام ہو "تہذیب خبیث"
وہ جو کرتا ہے عمل اس قسم کی تہذیب پر — ہے اُسی کے واسطے "مَن یشتری لَھوَالحَدِیث"

☆☆☆

مجھکو ذوقِ مے ہے، اور واعظ کو شوق چائے ہے — اپنا اپنا شغل ہے، اور اپنی اپنی رائے ہے
نقش پائے یار کو چوموں تو چوموں کس طرح؟ — ہو برا پتلون کا مجھ سے نہ بیٹھا جائے ہے

☆☆☆

نئی تہذیب کا نقشہ عیاں ہے — میاں بیوی اور بیوی میاں ہے
برابر مرد کے عورت کو سمجھیں — زمیں کو کہہ رہے ہیں "آسماں" ہے

شباب آور ہے سرخی اور پوڈر   کہ ستر سال کی بڑھیا "جواں" ہے



خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً فرنگی تعلیمی وباء سے



متفرق شعرائے کرام

اور

موجودہ نظام تعلیم و تہذیب



حق پرستوں کا بھی دور آ ہی جائیگا

گردشِ ایام کے آگے نہ جھک!!!

(امیر البیان سہروردی)





بسم اللہ الرحمن الرحیم

"تعلیم نو" کے منہ پہ ایسا "تھپڑ" رسید کر جو اس "حرامزادی" کا حلیہ بگاڑ دے

☆☆☆

میں سکول میں پڑھتا ہوں اس لئے دن رات شاید کہ اُتر جائے "تیری جیب" میں "میرا ہاتھ"

☆☆☆

زباں تیری ہے ثناخوانِ رسالت دل تیرا کرتا ہے "لندن" کی وکالت

☆☆☆

"تعلیم نو" جب آئی خوف خدا گیا اور ساتھ ساتھ شرم رسول خدا گئی

☆☆☆

قدر انسانیت کی وہ کیا جانیں وہ جو کتوں سے پیار کرتے ہیں

کتا لخت جگر ہے "پروفیسر" کا اس سے بوس و کنار کرتے ہیں

☆☆☆

"تعلیمی غلامی" پہ لعنت کیجئے "فرنگی سکولوں" پہ لعنت کیجئے

"اصل بنیاد" کو نہ بھول جانا تم انگریزی "پروفیسر" پہ لعنت کیجئے

"تعلیم کلیسا" کا بنے جو باعث اس "اُلّو کے پٹھے" پہ لعنت کیجئے

انفرادیت پہ کرو نہ سرو را نحصار قوم مُسلم کو "آمادہ لعنت" کیجئے

☆☆☆

دور سے "انگریزی سکولوں" کو سلام آدمیت کا نہیں ہے جن میں احترام

☆☆☆

فروغ کفر کا یہ "اصول" ہے ٹی وی گھر میں اور باہر "سکول" ہے

واہ پیر طریقت اور "شیخ جی" صاحب! وعظ میں مشغول اور "منا" سکول ہے
"فرنگی مولویوں" کے پیچھے اے سرور خدا کی ہر عبادت "نامقبول" ہے

☆☆☆

تعلیم کے ٹھیکیدار نے تعلیم کا معنی کا جانیں؟ حیوان نے جو بیٹھے ہیں انسان بنانا کیا جانیں؟
تعلیم نبی کا ورثہ ہے تعلیم خدا سے ملاتی ہے جو اسکو بنانے بیٹھے ہیں "روزی کا بہانہ" کیا جانیں؟
تعلیم ہی مرد بناتی ہے ٹیپو اور امن قاسم ہے جو خود ہیں "زنانہ خصلت" کے رسم مردانہ کیا جانیں؟

تعلیم کے چار عناصر ہیں مقصد، ماحول، استاد، نصاب
انگریز کے پٹھو رہتے ہیں ان سب سے بیگانہ کیا جانیں؟
کالج کے باہر دیکھتے ہیں ہم شرم و حیا سے عاری لوگ
کالج میں کیا کیا ہوتا ہے "اندرون خانہ" کیا جانیں؟

☆☆☆

سکول و کالج و یونیورسٹی قوم بے چاری انھیں پہ مرمٹی

☆☆☆

جس قدر ہو سکے اس پہ لعنت بھیجو موقع ملتے ہی اس پہ لعنت بھیجو
اقبال و اکبر نے بھی یہی فرمایا ہے! نئی تعلیم و تہذیب پہ لعنت بھیجو

☆☆☆

یہودی سا شیطان کوئی نہیں انگریز سا دشمن قرآن کوئی نہیں
اس حقیقت کو پروفیسر چھپا نہیں سکتا سرسیدؔ سا شیطان کوئی نہیں

☆☆☆

پیدا باطل کے ایوانوں میں ہلچل کر دو! آب فطرت سے بیابانوں میں جھل بل کر دو!
اپنے سینوں میں بسا کر پیغام محمد کو رزم و بزم میں حجت کو مکمل کر دو!

تثلیث کے فرزندوں کو نصاب تعلیم کو علوم شرعیہ سے اداروں میں مبدل کردو!
مدارس کی دیواروں سے غبار کلیسا کو اسلام کے پانی سے رگڑ کر صیقل کردو!
خلاف پیمبر جو بھی اسلامی ادارے کو چلائے اس "مولوی" کو چھری سے "مرغ بسمل" کردو!
"کوکھ مغرب" بانجھ کرنے کا ایک طریقہ ہے اسکے "سبیلین" کو چمٹے سے مقفل کردو!

☆☆☆

پردے سے باہر آئیں نظر "ساری لڑکیاں" شرم وحیا سے عاری تھیں "ساری لڑکیاں"
میں نے کہا ان سے حیا بھی ہے کوئی چیز کہنے لگیں کہ ہم تو ہیں "کالج کی لڑکیاں"

☆☆☆

یہ بات کتنی حیرت انگیز، شرم آمیز، لرزہ خیز ہے
مولوی و مسٹر خوش ہیں کہ ملک میں تعلیم انگریز ہے

☆☆☆

مسجدیں چھوڑ کے جابیٹھے میخانوں میں واہ! کیا جوش ترقی ہے مسلمانوں میں

☆☆☆

اے پیٹ تیرے واسطے ہم کیا سے کیا ہے منکر شرع کے ہوئے اور بے وفا ہے
اللہ کی بات چھوڑ طبیعت کا دیکھ رخ گوہ، موت، اور کتا و بندر غذا ہے

☆☆☆

آہ! اسلام تیرے چاہنے والے نہ رہے جن کا تو چاند تھا افسوس وہ ہالے نہ رہے

☆☆☆

جلووں کے اس ہجوم میں لازم ہے احتیاط سہو نظر حلال ہے قصد نظر حرام!!!

☆☆☆

حج کعبہ بھی کیا، گنگا کا اشنان بھی راضی رہے رحمان بھی، خوش رہے شیطان بھی

مرا تہذیب حاضر پہ گلا کیا ہے؟ طوفانِ بے تمیزی یہ مچا کیا ہے؟
وجود اس کا جہالت سے بھر کیا ہے؟ گلے اس کے طوق لعنت پڑا کیا ہے؟
کیا کیا نہ کام کرکے دکھاتی ہیں عورتیں جا کر سکول و کالج پڑھاتی ہیں عورتیں
ایف تلک گئی کوئی بی اے، ایم اے ہوئی اس کے سوا لندن کو بھی جاتی ہیں عورتیں
حیران انسان ہوتے ہیں سب دیکھ دیکھ کر ایسی آزاد پھرتی پھراتی ہیں عورتیں
کھانے پکانے، سینے پرونے اب سب ختم حکمت وڈاکٹری بھی سکھاتی ہیں عورتیں
ہوائی جہاز وریل کی نسبت نہیں معلوم گھوڑا اور سائیکل موٹر چلاتی ہیں عورتیں
پاس کر چکی ہیں وکالت بیرسٹری عدالت سے فیصلے بھی دلاتی ہیں عورتیں
تیزی سے آرہی ہیں سکول و کالج میں انگلش کے بھی لیکچر سناتی ہیں عورتیں
عینک لگائے ہاتھ میں چھاتا لیے ہوئے یوں دفتروں میں جاتی اور آتی ہیں عورتیں
ناچ گھر میں ناچتی ہیں سینہ تان کر تھیٹر و سینما بھی جاتی ہیں عورتیں
برہنگی و پوشاک میں ہوتی نہیں تمیز کچھ اس قسم کا تن کو پھباتی ہیں عورتیں
ہر اک طرح سے کرتی ہیں مردوں کی ہمسری سگریٹ بھی پیتی پان بھی کھاتی ہیں عورتیں
لونڈے ولونڈیوں کو بھی ہمراہ لیے ہوئے ٹھنڈی سڑک پر گھمتی گھماتی ہیں عورتیں
مردوں کے مطلقاً نہیں خواب و خیال میں جیسی کہ آج عیش اڑاتی ہیں عورتیں
دیکھی نہ سنی ہو گی کبھی تان سین بھی تہذیب نو کی جسطرح گاتی ہیں عورتیں
مغربی تہذیب میں بوسہ تھا برملا اب تو یہاں بھی چمتی چماتی ہیں عورتیں
کر کر کے یاد خوب طریقہ تعلیم کا کالج میں پروفیسر کہلاتی ہیں عورتیں
کیسی غضب کی آئی ہے انگریزی تعلیم مردوں کی طرح بال کٹاتی ہیں عورتیں
اس وقت کی تہذیب کو شرم وحیا نہیں فوٹو طرح طرح کے کھچاتی ہیں عورتیں

☆☆☆

نئی روشنی کیا غضب ڈھا رہی ہے
نقابوں حجابوں کو اٹھوا رہی ہے

بیٹی باپ کے سامنے گا رہی ہے
تھرکتی ادھر سے اُدھر جا رہی ہے

تہذیب حاضر کا یہ فاحشہ اثر ہے
بتادو! اگر کوئی باقی کسر ہے

☆☆☆

گزشتہ طوائف تھی اب ایکٹرس ہے
اُردو میں فاحشہ تو انگلش میں "مس" ہے

☆☆☆

ہر اک ڈھونڈھتا ہے آرام و آرائش
فرنگی تعلیم ہے بالکل نمائش

☆☆☆

شریفوں کی پردہ دری ہو رہی ہے
عیاشوں کی جلوہ گری ہو رہی ہے

☆☆☆

ہم نشیں چل کالجوں کی سرزمین پاک دیکھ
چشم عبرت کھول اور نیرنگی افلاک دیکھ

ہر جواں صورت پہ اک محبوبیت چھائی ہوئی
ہر بت نوخیز پر نسوانیت چھائی ہوئی

ہر جواں اک پھول ہے ہر پھول اک تازہ بہار
ان کا "اپ ٹو ڈیٹ فیشن" گویا دلہن کا سنگھار

ہاتھ میں اک دو کتابیں منہ میں انگریزی سگار
پان کی سُرخی لبوں پر رُخ پہ پوڈر کا نکھار

قوم کو خون چاہیے، جان چاہیے، اور سر چاہیے
ان کو دونوں وقت صابن، تیل اور پوڈر چاہیے

☆☆☆

اُف، تُف، مسلماں یار! تُو نے یہ کیا کیا؟
تیری دُختر سرِ بازار! تُو نے یہ کیا کیا؟

مغربیت کجا؟ اسلام کجا؟ کچھ تو ذرا تو سوچ
افرنگ کے ذلۃ خوار! تُو نے یہ کیا کیا؟

رشتہ یورپ توڑ بھئی جھٹ پٹ کر تو ہاں ابھی
اوہ! جلدی مسلماں یار! تُو نے یہ کیا کیا؟

وہ پردہ جو تیرے لئے نشانِ عظمت تھا
از خود کر دیا اسے تار تار! تُو نے یہ کیا کیا؟

ترا مسکن تیرا گھر تھا تری منزل ترا گھر تھا
اب کر کے ہار سنگھار پہنچی بیچ بازار! تُو نے یہ کیا کیا؟

امور عشرین در امتیازِ عقائد سنّیین

(سنیوں کے عقائد کی پہچان میں بیس (20) امور)

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

الحمد للّٰہ ربّ الانس والجنۃ، و الصّلوٰۃ والسلام علیٰ نبینا العظیم والمنّۃ، المنقذ من النار والمعطی الجنّۃ الذی ذکرہ حرز وحبہ جنّۃ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ و أھلِ السّنّۃ۔

ترجمہ: تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو انسانوں اور جنوں کا رب ہے۔ اور درود وسلام ہو ہمارے عظمت واحسان والے نبی پر جو جہنم سے بچانے اور جنت عطا فرمانے والا ہے، جس کا ذکر حفاظت اور اس کی محبت ڈھال ہے، اور آپ کی آل پر اور صحابہ پر اور اہلسنت پر (ت)

ماہ رمضان المبارک 1318ھ ہجریہ قدسیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں فقیر کے پاس سانبھر علاقہ ریاست جے پور (راجستھان) سے ایک خط بایں تلخیص آیا:

نقل نامہ حافظ محمد عثمان صاحب بنام فقیر (مصنف علیہ الرحمہ)

بخدمت فیض درجت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی محدّث و امام اہل سنت و جماعت بعد سلام سنّت، الاسلام کے عرض خدمت ہے کہ دریں ولا ہمارے ملک مارواڑ (راجستھان) کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ آج کل یہاں سانبھر میں

امور عشرین تصدیق طلب از جناب مولانا مولوی احمد علی شاہ صاحب مرزاپوری

(۱) سیّد احمد خاں علی گڑھی اور اس کے متبعین سب کفار ہیں۔

(۲) رافضی کہ قرآن عظیم کو ناقص کہے یا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ یا کسی غیر نبی کو انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کسی سے افضل بتائے کافر و مرتد ہے۔

(۳) رافضی تبرائی فقہاء کے نزدیک کافر ہے اور اس کے گمراہ، بدعتی، جہنمی ہونے پر اجماع ہے۔

(۴) جو مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر قرب الٰہی میں تفضیل دے وہ گمراہ مخالفِ سنت ہے۔

(۵) جنگِ جمل و صفین میں حق بدست حق پرست امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تھا مگر حضرات صحابہ کرام مخالفین کی خطا خطائے اجتہادی تھی جس کی وجہ سے ان پر طعن سخت حرام، انکی نسبت کوئی کلمہ اس سے زائد گستاخی کا نکالنا بیشک رفض ہے اور خروج از دائرۂ اہلسنت۔ جو کسی صحابی کی شان میں کلمۂ طعن و توہین کہے، انہیں بُرا جانے، فاسق مانے، ان میں سے کسی سے بغض رکھے مطلقاً رافضی ہے۔

(۶) صدہا سال سے درجہ اجتہاد مطلق تک کوئی واصل نہیں ہے بے وصول درجہ اجتہاد تقلید فرض، غیر مقلدین گمراہ بددین ہیں۔

(۷) اہلسنت صدہا سال سے چار گروہ میں منحصر ہیں جو ان سے خارج ہے بدعتی ناری ہے۔

(۸) وہابیہ کا معلم اول ابن عبدالوہاب نجدی اور معلم ثانی اسمٰعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان، دونوں سخت گمراہ بد دین تھے۔

(۹) تقویۃ الایمان وصراط مستقیم و رسالہ یکروزی و تنویر العینین تصانیف اسمٰعیل دہلوی صریح ضلالتوں، گمراہیوں اور کلماتِ کفریہ پر مشتمل ہیں۔

(۱۰) مائۃ مسائل مولوی اسحٰق دہلوی غلط و مردود مسائل و مخالفاتِ اہل سنت و مخالفاتِ جمہور سے پُر ہیں۔

(۱۱) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء قدست اسرارہم سے استمداد و استعانت اور انہیں وقتِ حاجت توسل و استمداد کے لئے ندا کرنا یارسول اللہ، یا علی، یا شیخ عبدالقادر جیلانی کہنا اور انہیں واسطۂ فیض الٰہی جاننا ضرور حق و جائز ہے۔

(۱۲) عالم میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء **قُدِّسَتْ اَسْرَارُہُم** کا تصرف حیاتِ دنیوی میں اور بعد وصال بھی بعطاءِ الٰہی جاری اور قیامت تک اُن کا دریائے فیض موجزن رہے گا۔

(۱۳) عام اموات احیاء کو دیکھتے، ان کا کلام سنتے سمجھتے ہیں، سماعِ موتیٰ حق ہے، پھر اولیاء کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہے۔

(۱۴) اللہ عزّ وجل نے روز اول سے قیامت تک کے تمام **ماکان وما یکون** ایک ایک ذرے کا حال اپنے حبیب اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بتا دیا حضور کا علم ان تمام غیبوں کو محیط ہے۔

(۱۵) امکان کذبِ الٰہی جیسا کہ اسمٰعیل دہلوی نے رسالہ یکروزی اور اب گنگوہی

نے براہین قاطعہ میں مانا صریح ضلالت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کذب قطعاً اجماعاً محال بالذات ہے۔ مسئلہ خلافِ وعید کو ان کے اس ناپاک خیال سے اصلاً علاقہ نہیں۔

(۱۶) شیطان کے علم کو معاذ اللہ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زائد وسیع تر ماننا جیسا کہ براہین قاطعہ گنگوہی میں ہے صریح ضلالت و توہین حضرت رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیہ ہے۔

(۱۷) مجلس میلاد مبارک اور اس میں قیام تعظیمی جس طرح صدہا سال سے حرمین محترمین میں شائع وذائع ہے جائز ہے۔

(۱۸) گیارھویں شریف کی نیاز اور اموات کی فاتحہ اور عرسِ اولیاء کہ مزامیر وغیرہا منکرات سے خالی ہو سب جائز ومندوب ہے۔

(۱۹) شریعت وطریقت دو متبائن نہیں ہیں، بے اتباعِ شرع وصول الی اللہ ناممکن۔ کوئی کیسے ہی مرتبہ عالیہ تک پہنچے، جب تک عقل باقی ہے احکامِ الٰہیہ اس پر سے ساقط نہیں ہو سکتے۔ جھوٹے متصوف کہ مخالف شرع میں اپنا کمال سمجھتے ہیں سب گمراہ مسخرگانِ شیطان ہیں۔ وحدت وجود حق ہے اور حلول واتحاد کہ آجکل کے بعض متصوفہ (بناوٹی صوفی) بکتے ہیں صریح کفر ہے۔

(۲۰) ندوہ سرمایۂ ضلالت ومجموعۂ بدعات ہے، گمراہوں سے میل جول اتحاد حرام ہے، ان کی تعظیم موجب غضب الٰہی، اور ان کے رد کا انسداد لعنتِ الٰہی کی طرف بلانا، انہیں دینی مجلس کا رکن بنانا دین کو ڈھانا ہے۔ ندوہ کے لیکچروں

لطف نامہ آیا، ممنون یادآوری فرمایا، مولوی احمد شاہ صاحب نے غریب خانہ
پر کرم فرمایا تھا، پہلی ملاقات تھی، بعدہ جلسہ عظیم آباد (پٹنہ بہار) میں نیاز حاصل ہوا،
وہ اس سے بھی مجمل تھا کہ سوائے سلام و مصافحہ کے کسی مکالمہ کی نوبت نہ آئی۔ اہر
شہادت عظیم ہے، میں معاذ اللہ کوئی سوءِ ظن نہیں کرتا بلکہ مولانا موصوف کے جن
فضائل کو اب اجمالاً وسماعاً (بذریعہ حافظ مذکور) جانتا ہوں تفصیلاً وعیاناً جان لوں۔ مولانا
کی حق پسندی سے امید ہے کہ فقیر کی اس عرض پر کمالِ خوش و مسرور۔ آجکل غیر
مقلدین یا ندوے ہی کا فتنہ ہندوستان میں ساری نہیں بلکہ معاذ اللہ صدہا آفتیں ہیں۔
فقیر بیس (۲۰) امور حاضر کرتا ہے مولانا موصوف ان پر اپنی تصدیق کافی ووافی جس
سے بکشادہ پیشانی تسلیم کامل روشن طور پر ثابت ہو تحریر فرما کر اپنی مہر سے مزین فرما کر
فقیر کے پاس روانہ کردیں۔

جناب مولانا مولوی احمد علی شاہ صاحب حنفی نقشبندی اویسی تشریف لائے ہیں، ہم لوگ آپ کی تصنیفاتِ گوناگوں سے مستفیض ہو چکے تھے۔ اب خوش بیانی، اثر پنہانی وتوجہ قلبی سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ غیر مقلدین و دیگر عقائد باطلہ والے توبہ کر کے وعظ سے اُٹھتے ہیں کوئی وعظ ایسا نہیں ہوتا جس میں آپ ندوہ (یعنی صلح کلی الحاد) کی برائی بیان نہ کرتے ہوں، یہاں کے لوگ ندوے کے بڑے ثنا خواں تھے اب ایسے متنفر ہوگئے ہیں جیسے کسی خبیث (جن) سے کوئی متنفر ہوتا ہے۔ ایک مولوی ندوی بھی یہاں آگیا ہے وہ کہتا ہے اگر مولوی احمد علی شاہ صاحب مخالف ہیں تو خود جاہل و بددین ہیں۔ چند لوگ اس کے کہنے سے بہک گئے، وہ کہتے ہیں اگر مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی دربارۂ مولوی احمد علی شاہ صاحب لکھ دیں تو ہم ان کی بات سنیں گے اور اپنے خیالات سے توبہ کریں گے۔ لہٰذا عرض خدمت ہے کہ مولوی احمد علی شاہ صاحب آپ کے علم میں جیسے ہوں تحریر فرمایئے، آپ کی یہ تحریر سرکشوں کے لئے بہت مفید ہوگی۔ العبد محمد عثمان

(سیدنا امام اہل سنت اعلحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں)

فقیر کو اس سے پہلے مولانا موصوف سے تعرف تفصیلی نہ تھا اور امر شہادت خصوصاً دربارۂ عقائد اہم واعظم، لہٰذا جواب میں یہ خط ارسال فرمایا:

(مکتوبِ اعلحضرت)

نامۂ فقیر (مصنف علیہ الرحمہ) بنام حافظ (محمد عثمان) صاحب

بملاحظہ کرم فرما حافظ محمد عثمان صاحب زید لطفہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اور روئیداد میں وہ باتیں بھری ہیں جن سے اللہ و رسول بیزار و بَری ہیں جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ سب بدمذہبوں و گمراہوں سے پناہ دے اور سنتِ ھٰذہ خالص پر ثابت قدم رکھے۔

حضرت فاضل بریلوی مدظلہ العالی کے ان امور مقررۂ مذکورہ کی تصدیق جناب مولانا شاہ احمد علی صاحب مرزاپوری نے فرمائی اور یہ عبارت لکھی:

''امورِ عشرین مندرجہ بالا بہت درست و ٹھیک ہیں۔ وحدتِ وجود حق ہے مگر اس میں بحث و مباحثہ فقیر کے نزدیک خوب نہیں، یہ امور کشفیہ سے ہیں اور متعلق بکیفیت ایسے امور کو اولیاء اللہ ہی خوب سمجھے ہوئے ہیں۔ چونکہ فقیر کے پاس مہر نہیں لہٰذا دستخط ہی پر اکتفاء کیا''۔

۲ شوال ۱۳۱۸ھ روز چہار شنبہ

پھر امام اہلسنت فاضل بریلوی مدظلہم نے یہ تحریر فرما کے اپنے دستخط اور مہر ثبت فرمائی:

''آج کل بہت لوگ ادعائے سنیت کرتے اور عوام بیچارے دھوکے میں پڑتے ہیں، بعض مصلحتِ وقت کے لئے زبان سے کچھ کہہ جاتے اور موقعہ پا کر پھر پلٹا کھاتے ہیں، اکثر جگہ امتحان کے لئے ان اء اللہ العزیز یہ امور عشرین بطورِ نمونہ کافی ہیں جو بعونہٖ تعالیٰ فراز سنیت پر سچا فائز ہے بے تکلف دستخط کر دے گا ورنہ پانی مرنا آپ ہی نشیب ضلالت کی خبر دے گا''۔

ومن نکث فانما ینکث علیٰ نفسه۔

اور جس نے عہد توڑا اس عہد توڑنے کا وبال اسی پر پڑے۔

(القرآن ۴۸۔۱۰)

ومن ینقلب علیٰ عبیه فلن یضر اللّٰه شیئاً۔

اور جو اُلٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا۔

(القرآن ۳۔۱۴۴)

ومن یتول فان اللّٰه هو الغنی الحمید۔

اور جو منہ پھیرے تو بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا۔

(القرآن ۵۷۔۲۴)

والحمد للّٰه رب العٰلمین۔

اور سب خوبیاں رب العالمین کے لئے ہیں۔ (ت)

کتبه عبده المذنب احمد رضا بریلوی عفی عنه بمحمد ن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم

علامہ اقبال کے چند فارسی اشعار کا اردو ترجمہ

(۱)

اہل یورپ کے مے خانے سے میں نے جو شراب پی ہے، قسم بخدا! یہ میں نے بہت بڑا دردسر خریدا ہے۔ یورپ میں گزارے ہوئے جن دنوں میں، میں انگریز پروفیسروں کے ساتھ بیٹھا ہوں، یقین جانئے کہ ان دنوں سے زیادہ ”سیاہ دن“ میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھے۔

(۲)

موجودہ نظام تعلیم کے جادو کو میں نے توڑ دیا ہے۔ اس کے ذرائع کا بھی میں نے خاتمہ کر دیا ہے۔ اور اس کے جال کو بھی میں نے توڑ دیا ہے۔ اللہ گواہ ہے کہ میں ابراہیم علیہ السلام کی طرح یورپ کی سلگائی ہوئی آگ میں کس قدر بے پرواہ بیٹھا رہا ہوں۔

(۳)

اے مغرب زدہ! اگر تو سمجھتا ہے کہ مسلمانوں کا رعب و جلال انگریزوں کی وجہ سے ہے تو جا پھر اپنے ماتھے کو ان کی چوکھٹ پر رگڑ۔ اور اے گدھے! چونکہ انگریز تیرا پالان گر ہے لہٰذا حق بنتا ہے کہ تو اپنی سرین کو بھی اس کی طرف پھیرے تاکہ وہ چوب لگا سکے۔

ادارہ کی دیگر مطبوعات

